عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

جلد نمبر ۱۵ | ۱۱ تا ۱۷ ذیقعد ۱۴۱۷ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۷ مارچ ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۴۳

مسلم خواتین کی ذمہ داریاں

غدار پاکستان

یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

مناسک حج سیکھنے کی ضرورت و اہمیت

مِلّی اِتحاد کی اہمیّت

قیمت : ۵ روپے

کسی کے ساتھ کھانا کھانے کے بعد معلوم ہو کہ وہ قادیانی تھا تو کیا کیا جائے؟

س......... کسی فرد کے ساتھ کھانا کھالینا بعد میں اس فرد کا یہ معلوم ہوتا کہ وہ قادیانی تھا پھر کیا حکم ہے؟

ج......... آئندہ اس سے تعلق نہ رکھا جائے۔

کیا قادیانیوں کو جبراً" قومی اسمبلی نے غیر مسلم بنایا ہے؟

س......... **لا اکراہ فی الدین** یعنی دین میں کوئی جبر نہیں۔ نہ تو آپ جبراً" کسی کو مسلمان بناسکتے ہیں اور نہ ہی جبراً" کسی مسلمان کو غیر مسلم بناسکتے ہیں۔ اگر یہ مطلب ٹھیک ہے تو پھر آپ نے ہم (جماعت احمدیہ) کو کیوں جبراً" قومی اسمبلی اور حکومت کے ذریعہ غیر مسلم کہلوایا؟

ج......... آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی کو جبراً" مسلمان نہیں بنایا جاسکتا' یہ مطلب نہیں کہ جو شخص اپنے غلط عقائد کی وجہ سے مسلمان نہ رہا اس کو غیر مسلم بھی نہیں کہا جاسکتا' دونوں باتوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ آپ کی جماعت کو قومی اسمبلی نے غیر مسلم نہیں بنایا۔ غیر مسلم تو آپ اپنے عقائد کی وجہ سے خود ہی ہوئے ہیں' البتہ مسلمانوں نے غیر مسلم کو غیر مسلم کہنے کا "جرم" ضرور کیا ہے۔

قرآن پاک میں احمد کا مصداق کون ہے؟

س......... قرآن پاک میں ۲۸ ویں پارے میں سورہ صف میں موجود ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بعد ایک آئے گا اور اس کا نام احمد ہوگا اس سے مراد کون ہیں جبکہ قادیانی' مرزا قادیانی مراد لیتے ہیں؟

ج......... اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہیں۔ کیونکہ بخاری اور صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "میرے کئی نام ہیں' میں محمد ہوں اور میں احمد ہوں"۔ (مشکوٰۃ ص ۵۱۵) قادیانی چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اس لئے وہ اس کو بھی نہیں مانیں گے۔

قادیانیوں کے ساتھ اشتراک تجارت اور میل ملاپ حرام ہے

س......... کیا فرماتے ہیں علماء کرام مندرجہ ذیل مسئلہ میں!

قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ اپنی جماعت کے مرکزی فنڈ میں جمع کراتے ہیں جو مسلمانوں کے خلاف تبلیغ اور ارتدادی مہم پر خرچ ہوتا ہے چونکہ قادیانی مرتد کافر اور دائرہ اسلام سے متفقہ طور پر خارج ہیں۔ تو کیا ایسے میں ان کے اشتراک سے مسلمانوں کا تجارت کرنا یا ان کی دکانوں سے خرید و فروخت کرنا یا ان سے کسی قسم کے تعلقات یا راہ و رسم رکھنا از روئے اسلام جائز ہے؟

ج......... صورت مسئولہ میں اس وقت چونکہ قادیانی کافر محارب اور زندیق ہیں اور اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت نہیں سمجھتے بلکہ عالم اسلام کے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس لئے ان کے ساتھ تجارت کرنا خرید و فروخت کرنا ناجائز و حرام ہے' کیونکہ قادیانی اپنی آمدنی کا دسواں حصہ لوگوں کو قادیانی بنانے میں خرچ کرتے ہیں۔ گویا اس صورت میں مسلمان بھی سادہ لوح مسلمانوں کو مرتد بنانے میں امداد کر رہے ہیں لہٰذا کسی بھی حیثیت سے ان کے ساتھ معاملات ہرگز جائز نہیں۔ اسی طرح شادی' غمی' کھانے پینے میں ان کو شریک کرنا' عام مسلمانوں کا اختلاط' ان کی باتیں سننا' جلسوں میں ان کو شریک کرنا' ملازم رکھنا' ان کے ہاں ملازمت کرنا یہ سب کچھ حرام بلکہ دینی حمیت کے خلاف ہے۔ فقط واللہ اعلم

قادیانیوں سے میل جول رکھنا

س......... میرا ایک سگا بھائی جو میرے ایک سگے بھائی کے ساتھ مجھ سے الگ اپنے آبائی مکان میں رہتا ہے۔ محلّہ کے ایک قادیانی کے گھر والوں سے شادی غمی میں شریک ہوتا ہے۔

میرے منع کرنے کے باوجود وہ اس قادیانی خاندان سے تعلق چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتا میں اپنے بھائیوں میں سب سے بڑا ہوں اور الگ کرائے کے مکان میں رہتا ہوں۔ والد صاحب انتقال کرچکے ہیں۔ والدہ اور بہنیں میرے اس بھائی کے ساتھ رہتی ہیں۔

اب میرے سب سے چھوٹے بھائی کی شادی ہونے والی ہے۔ میرا اصرار ہے کہ وہ شادی میں اس قادیانی گھر کو مدعو نہ کریں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا نہیں کریں گے۔

اب سوال ہے کہ میرے لئے شریعت اور اسلامی احکامات کی رو سے بھائیوں اور والدہ کو چھوڑنا ہوگا یا میں شادی میں شرکت کروں تو بہتر ہوگا۔ اس صورتحال میں جوابات صاحب ہو۔ اس سے براہ کرم شریعت کا منشاء واضح کریں؟

ج......... قادیانی مرتد اور زندیق ہیں اور ان کو اپنی تقریبات میں شریک کرنا دینی غیرت کے خلاف ہے اگر آپ کے بھائی صاحبان اس قادیانی کو مدعو کریں تو آپ اس تقریب میں ہرگز شریک نہ ہوں۔ ورنہ آپ بھی قیامت کے دن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مجرم ہوں گے۔ واللہ اعلم

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

جلد ۱۵ شمارہ ۴۳

۹ تا ۱۵ ذیقعدہ ۱۴۱۷ھ
مطابق ۲۱ تا ۲۷ مارچ ۱۹۹۷ء

قیمت ۵ روپے

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مجلس ادارت
○ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
○ مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر ○ مولانا نذیر احمد تونسوی
○ مولانا منظور احمد حسینی ○ مولانا محمد جمیل خان
○ مولانا سعید احمد جلالپوری

مدیر: مولانا اللہ وسایا

سرکولیشن منیجر: محمد انور

قانونی مشیر: حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائٹل ومیزنگ: ارشد دوست محمد، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

- جناب نواز شریف اقادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھیں ۳
- مسلم خواتین کی ذمہ داریاں ۶
- مناسک حج سیکھنے کی ضرورت واہمیت ۹
- خدارا پاکستان ۱۱
- ملی اتحاد ۱۳
- حیات عیسیٰ علیہ السلام ۱۶
- یہ حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں ۱۸
- مرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اقدامات ۲۱
- قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت ۲۳
- اسلام ساری مشکلات کا واحد ۲۵

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199

زر تعاون

سالانہ ۲۵۰ روپے، ششماہی ۱۲۵ روپے، سہ ماہی ۶۵ روپے

بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۴۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ ۳۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ
اور ایشیائی ممالک ۲۰ امریکی ڈالر

چیک یا ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش برانچ نمبر ۲۸
کراچی پاکستان ارسال کریں

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون 7780337 فیکس 7780340

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون 514122-583486 فیکس 542277

پبلشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ بزرٹہ لائن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب نواز شریف! قادیانیوں کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھیں

نواز شریف بحیثیت وزیر اعظم ملک کے مختلف معاملات میں بہت تندہی اور دلچسپی سے کام لیتے ہوئے اس عزم کا بار بار اظہار کر رہے ہیں کہ وہ انشاءاللہ اس ملک کو مضبوط بنائیں گے اور قوم کو غلامی سے نجات دلائیں گے۔ ہم گزشتہ تین اداریوں میں جناب نواز شریف کو دین نصیحت کا نام ہے کے عنوان سے مخلصانہ گزارشات پیش کر چکے ہیں اس ضمن میں ہم نے قادیانیوں سے متعلق چند اشارات کئے تھے آج کی مجلس میں ہم اس سلسلے میں کچھ گزارشات پیش کرنا ضروری خیال کرتے ہیں کیونکہ نگران حکومت کے دور میں قادیانیوں کے سلسلے میں جن غلطیوں کا ارتکاب کیا گیا اگر اس کا ازالہ نہ کیا گیا تو ملک اور خود نواز شریف کی ذات کو بہت زیادہ خطرات لاحق ہونے کا اندیشہ ہے۔

نواز شریف صاحب! یہ ملک پاکستان اللہ تعالیٰ کا مسلمانوں کے لئے ایک عطیہ ہے جو مسلمانوں کی بہت بڑی قربانیوں کے بعد حاصل ہوا۔ کئی لاکھ مسلمانوں نے جان کا نذرانہ پیش کیا' کروڑوں مسلمانوں نے مال و جائیداد لٹائی' اور کئی لاکھ سے زائد نوجوان بچیوں کی عزتیں اور عصمتیں لوٹی گئیں اور کئی ہزار بچیاں اب تک سکھوں کے گھر آباد ہیں اور اپنی قسمت کو کوس رہی ہیں۔ اس ملک کا حصول صرف اور صرف اسلام کے نام پر ہوا تھا۔ اس ملک کی اساس حضور اقدس ﷺ خاتم النبیین رحمۃ للعالمین کے دین کے نفاذ پر ہے۔ اس ملک کو حاصل کرنے کے لئے صرف مسلمانوں اور حضور اقدس ﷺ کے غلاموں نے قربانیاں دیں اور واضح اعلان کیا۔ پاکستان کا مطلب "لا الہ الا اللہ"۔ قادیانی جماعت اور اس کا سربراہ جھوٹے مدعی نبوت مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریزوں کی حمایت کی اور تحریک پاکستان کی مکمل مخالفت کی۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے ملکہ برطانیہ کو اپنی وفاداری کا خط لکھا تو اپنے آپ کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا قرار دیتے ہوئے اپنی وفاداری کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء جس کو انگریز "غدر" کا نام دیتے ہیں اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان نے انگریزی فوج کو پچاس گھوڑے تحفے میں پیش کئے مرزا غلام احمد قادیانی نے ایک جگہ ملکہ برطانیہ کو لکھا کہ میں نے انگریز حکومت کی حمایت میں اتنی کتابیں لکھیں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں۔ تحریک پاکستان کے دوران قادیانیوں نے تحریک آزادی میں حصہ لینے والے علماء کرام کے خلاف سازشوں کا بازار گرم رکھا۔ ان پر مقدمات قائم کرائے' تمام قادیانیوں کو مرزا غلام احمد قادیانی کی نصیحت تھی کہ انگریز حکومت کی اطاعت کریں۔ جب تحریک آزادی کامیابی سے ہمکنار ہونے لگی اور کشمیر کا مسئلہ پیش آیا تو قادیانیوں نے وائسرائے کو درخواست دی کہ ہم کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل نہ کیا جائے بلکہ الگ فہرست میں ہماری کیمونٹی کے نام درج کئے جائیں اور یہ بات بہت کم لوگوں کو معلوم ہو گی کہ کشمیر کے پاکستان میں شامل نہ ہونے کی سب سے بڑی بنیاد قادیانیوں کا یہ طرز عمل بنا اور مسلمانوں کو کشمیر سے ہاتھ دھونا پڑے اور کشمیری مسلمان آج تک ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ پاکستان بننے کے بعد وزیر خارجہ ظفر اللہ قادیانی مقرر کئے گئے۔ وزیر خارجہ کی حیثیت سے ظفر اللہ نے پاکستان کو تمام اسلامی ممالک سے دور کر دیا۔ پاکستان کو شدید ترین نقصان پہنچایا۔ پاکستان کے تمام سفارت خانے قادیانیت کے تبلیغی مرکز بن گئے۔ بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ ظفر اللہ نے یہ کہہ کر پڑھنے سے انکار کر دیا کہ میں قائد اعظم کو مسلمان نہیں سمجھتا تو کیسے جنازہ پڑھوں۔ آپ مجھ کو کافر حکومت کا مسلمان وزیر سمجھ لیں۔ ۱۹۵۲ء میں قادیانی خلیفہ بشیر الدین محمود نے اعلان کیا کہ پہلے مرحلے میں بلوچستان کو قادیانی اسٹیٹ بنا دیا جائے۔ اپنے خطبے میں اس نے کہا کہ ۱۹۵۲ء گزرنے نہ پائے کہ بلوچستان قادیانی اسٹیٹ بن جائے۔ اس کے بعد ان کا منصوبہ تھا کہ پورے پاکستان کو قادیانی اسٹیٹ بنا دیا جائے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے قادیانیوں کے اس منصوبے کو ناکام بنا دیا۔ لیکن قادیانیوں نے پاکستان کے خلاف سرگرمیوں کو جاری رکھا۔ یحییٰ خان کے زمانہ میں ایم ایم احمد قادیانی نے ملکی معیشت کو تباہ کیا اور ایک منصوبے کے تحت مشرقی پاکستان کو الگ کرنے میں کردار ادا کیا اور قادیانیوں کی ریشہ دوانیوں سے مشرقی پاکستان بنگلہ دیش کی شکل اختیار کر گیا۔ قادیانیوں کے گھروں میں سقوط ڈھاکہ کے دن گھی کے چراغ سے چراغاں کیا گیا۔ سقوط ڈھاکہ کے بعد قادیانیوں نے اپنی سرگرمیوں کا سلسلہ جاری رکھا اور ذوالفقار علی بھٹو کے اردگرد اپنا گھیرا تنگ کرنا شروع کیا۔ بڑی بڑی آسامیوں پر قادیانیوں کو بھرتی کیا گیا۔ ربوہ ایک اسٹیٹ کی حیثیت اختیار کر گیا۔ باقاعدہ طور پر اسمبلی اور پارلیمنٹ طرز کی عمارتیں تعمیر کی گئیں اور ان عزائم کا اظہار کیا گیا کہ عنقریب ربوہ پاکستان میں قادیانی اسٹیٹ کا دارالخلافہ ہو گا۔ مرزا ناصر نے قادیانیوں کو فتح کی خوش خبریاں سنانی شروع کیں فضائیہ کا سربراہ اس دور میں قادیانی ایئر مارشل قادیانی تھا۔ اس نے قادیانیوں کے سالانہ جلسے کے موقع پر فضائیہ کے جہازوں کے ذریعہ سلامی دلوائی۔ اس حکومت کے دوران ایسا محسوس ہونے لگا کہ پورے پاکستان میں قادیانیوں کی حکومت ہے۔ مسلمانوں کے خلاف پروپیگنڈہ مہم شروع ہوئی۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر کھلے عام قادیانیت کی تبلیغ

شروع کی گئی شہروں میں قادیانیوں نے مسلمانوں پر حملے کیے۔ ربوہ ریلوے اسٹیشن پر نشتر میڈیکل کالج کے نہتے معصوم طلباء کو مرزا طاہر کی قیادت میں ہزاروں افراد نے اس لئے زدوکوب کیا کہ انہوں نے ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے تھے۔ اس صورت حال کے پیش نظر مسلمانان پاکستان کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ عاشق رسول حضرت العلامہ مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمتہ اللہ علیہ نے ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دعوت دی۔ پوری قوم میدان عمل میں آگئی۔ مفکر اسلام مفتی محمود رحمتہ اللہ علیہ' مولانا شاہ احمد نورانی' نوابزادہ نصراللہ خان' مولانا غلام غوث ہزاروی رحمتہ اللہ علیہ' مولانا عبدالستار خان نیازی' مولانا معین الدین لکھنوی' میاں فضل حق' پروفیسر غفور' سردار شیرباز خان مزاری' خان عبدالولی خان' خان محمد اشرف' مولانا عبدالحق اکوڑہ خٹک' مفتی احمد الرحمان' مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور دیگر علماء کرام اسمبلیوں کے اندر اور باہر مصروف عمل ہوگئے اور 7 ستمبر کو آخر کار آئینی ترمیم کے ذریعے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا۔ بدقسمتی سے یہ مسئلہ صرف آئینی ترمیم کی حد تک محدود رہا اور پاکستان میں قادیانی دندناتے پھرتے رہے۔

محترم صدر ضیاء الحق مرحوم کے دور میں قادیانیوں نے مارشل لاء دیکھتے ہوئے ایک دفعہ پھر بھرپور انداز سے اقتدار میں گھس کر مسلمانوں کے خلاف سازش کرنے کی کوشش کی اور پورے ملک میں قادیانیوں کی طرف سے آئینی ترمیم کی کھلم کھلا خلاف ورزی شروع ہوئی۔ قادیانی اپنے گھروں اور دکانوں میں کلمہ طیبہ آویزاں کرنے لگے۔ سینوں پر کلمہ طیبہ لگا کر گھومنے لگے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ایک وفد نے محترم جنرل ضیاء الحق مرحوم سے ملاقات کی اور تفصیلات سے آگاہ کیا۔ راجہ ظفر الحق صاحب کی کوششوں سے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا اور قانون سازی مکمل ہوئی۔ مرزا غلام احمد کا موجودہ خلیفہ مرزا طاہر لندن فرار ہوا۔

اب مرزا طاہر لندن سے پاکستان کے خلاف سازشوں میں مصروف ہے۔ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے اس کارنامہ کی وجہ سے مرزا طاہر جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور سے مذموم پروپیگنڈے میں مصروف ہے کئی دفعہ اس نے کہا کہ جناب ضیاء الحق مرحوم تباہ ہوگا۔ اور جب اللہ تعالیٰ نے صدر ضیاء الحق مرحوم کو شہادت کی نعمت سے سرفراز فرمایا تو مرزا طاہر خوشی سے بے قابو ہوگئے۔ تمام قادیانیوں نے خوشیاں منائیں مرزا طاہر نے بکواس کی۔ صدر ضیاء الحق کتے کی موت مرگیا۔ صدر ضیاء الحق مرحوم کے بعد بے نظیر حکومت میں سپریم کورٹ کے ذریعے قادیانیوں نے امتناع قادیانیت آرڈیننس ختم کرانے کی کوشش کی لیکن الحمدللہ ان کی سازش ناکام ہوئی۔ گزشتہ دنوں نگران حکومت میں قادیانیوں نے پھر شرارت شروع کی۔ سندھ کی نگران حکومت میں قادیانی کو وزیر بنایا گیا۔ مسلمانوں کے احتجاج کے باوجود قادیانی وزیر کو برطرف نہیں کیا گیا۔ وزارت داخلہ کی طرف سے نوٹیفکیشن جاری کیا گیا کہ قادیانیوں کو احمدی لکھا جائے قادیانی نہ لکھا جائے۔ بعد ازاں احتجاج کے بعد وزارت داخلہ نے وعدہ کیا کہ یہ نوٹیفکیشن واپس لے لیا لیکن تاحال واپس نہیں لیا گیا۔ جنوری میں مرزا طاہر نے دوبارہ بیان جاری کیا کہ ضیاء الحق قادیانیوں کے خلاف قانون نافذ کرنے کی وجہ سے بدترین موت کا شکار ہوا۔

محترم جناب نواز شریف! یہ چند مختصر حالات قادیانیوں کے بارے میں آپ کے سامنے پیش کئے جارہے ہیں جس سے آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ قادیانی پاکستان اور مسلمانوں کے کتنے مخالف اور دشمن ہیں۔ خاص کر علماء کرام اور جنرل ضیاء الحق مرحوم کے۔ آپ جنرل ضیاء الحق مرحوم کے جانشین ہیں۔ آپ کے ذمے ان کے بہت سے حقوق ہیں اس لئے آپ کی ذمہ داری ہے کہ قادیانیوں کے سلسلے میں صدر ضیاء الحق مرحوم کی خواہشات پوری کرنے میں درج ذیل اقدامات فرمائیں:

قادیانیوں کو کلیدی آسامیوں سے ہٹائیں اور آئندہ کسی قادیانی کو کلیدی عہدے پر فائز نہ کریں۔ وزارت داخلہ کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن واپس لیں اور ہدایات جاری کریں کہ قادیانی کو قادیانی غیر مسلم لکھا جائے آٹھویں ترمیم کی اسلامی دفعات کا مکمل طور پر تحفظ کریں خاص کر قادیانیوں سے متعلق ترمیمات کا' قادیانیوں کو پابند کیا جائے کہ وہ غیر مسلم اقلیتوں میں اپنا نام درج کرائیں ورنہ ان کی شہریت منسوخ کی جائے گی' مسلمانوں کی فہرست میں نام درج کرانے والے قادیانیوں کے خلاف آئین اور قانون کے تحت مقدمہ درج کرکے سزا دی جائے' تمام دنیا میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کا حکومتی سطح پر تعاقب کیا جائے۔ قادیانیوں کو دیئے گئے تعلیمی ادارے واپس لے کر مسلمانوں کے حوالے کئے جائیں۔ مرزا طاہر پر غداری اور بغاوت کا مقدمہ بنا کر اس کو سزا دی جائے۔ قومی اسمبلی میں قادیانیوں سے متعلق آئینی ترمیم شائع کی جائے۔

مولانا طاہر مکی پر قادیانیوں کا حملہ

ٹنڈو آدم کی ممتاز شخصیت' عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا احمد میاں حمادی کے جواں سال صاحبزادے مولانا طاہر مکی کو حیدر آباد سے قادیانیوں نے اغوا کرکے ایک مکان میں لے جاکر زدوکوب کیا اور شدید زخمی کرکے دھمکیاں دیتے ہوئے ٹنڈو آدم میں ایک جگہ پھینک گئے۔ مولانا طاہر مکی کی سماعت ختم ہوگئی ہے اور پورا جسم زخمی کردیا گیا ہے امیر مرکزیہ مولانا خواجہ خان محمد' نائب امیر مولانا محمد یوسف لدھیانوی اور علماء کرام کے نمائندہ اجتماع میں قادیانیوں کی اس دہشت گردی کی مذمت کی گئی یاد رہے کہ ان پر رمضان المبارک میں قادیانیوں کی طرف سے حملہ کیا گیا۔ کئی دن گزرنے کے باوجود تاحال مجرم قادیانی گرفتار نہیں کئے گئے۔ مجلس کے رہنماؤں نے واضح کیا کہ اگر قادیانی مجرم گرفتار نہ کئے گئے تو ملک گیر احتجاج کیا جائے گا۔

مُسلم خواتین کی ذمّہ داریاں

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی مدظلہ

الحمد للہ والصلوۃ والسلام علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ واصحابہ وسلم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

(ترجمہ) "جو لوگ خدا کے آگے (سر اطاعت خم کرنے والے ہیں یعنی) مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں' اور مومن مرد اور مومن عورتیں' اور فرماں بردار مرد اور فرماں بردار عورتیں' اور راست باز مرد اور راست باز عورتیں' اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں' اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں' اور روزے رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور پاک دامن مرد اور پاک دامن عورتیں' اور خدا کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں' کچھ شک نہیں کہ ان کے لئے خدا نے بخشش اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔" (سورۃ الاحزاب۔۳۵)

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں دس صفات کا ذکر کیا ہے' لیکن ہر مرتبہ وہ تذکیر و تانیث کے الگ الگ صیغوں میں مردوں اور عورتوں کا ذکر فرماتا ہے' اور ان کی ایک ایک صفت کا ذکر کرتا ہے' جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کو اپنی بندیوں سے کتنی محبت ہے' اور ان کے لئے ہر عمدہ صفت اور کمال میں ترقی و امتیاز حاصل کرنے کا کتنا امکان اور وسیع میدان ہے' اس سے اس کا بھی اشارہ ملتا ہے (اور مذاہب و اخلاقیات کی تاریخ پر نظر رکھنے والے اس کی تصدیق کریں گے) کہ بہت سے قدیم مذاہب اور نظام ہائے اخلاق میں طبقہ نسواں کو بہت سے اخلاقی فرائض اور کمالات سے مستثنیٰ سمجھا جاتا تھا اور یہ اس کے لئے عیب نہ تھا' اعمال کی یہ طویل فہرست اس لئے بیان کی تاکہ معلوم ہو کہ اللہ تبارک تعالیٰ جس طرح اپنے بندوں پر شفقت کرتا ہے' اسی طرح اپنی بندیوں پر شفقت کرتا ہے۔ اس کی صفت ربوبیت اور اس کی صفت رحمت مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے عام اور ان پر سایہ فگن ہے' اس کا پورا امکان تھا کہ ایمان و یقین' عبادت و اطاعت' صداقت و خلوص' صبر ایثار' خوف و خشیت' صدقہ و خیرات اور پاک بازی اور پاک دامنی کے میدان میں پوری اجارہ داری مردوں کی ہو جائے' اس لئے کہ یہ اوصاف و خصوصیات' بلکہ کمالات و امتیازات' بڑی ہمت و عزم اور قربانی و ایثار کے طالب ہیں' اور مذاہب و اخلاق اور علم و تمدن کی تاریخ میں زیادہ تر بلکہ تمام تر مردوں ہی کے نام آتے ہیں' پھر عورتوں کی بہت سی ایسی صنفی ذمہ داریاں اور فرائض ہیں جن سے مرد آزاد ہیں' مثلاً "خانہ داری کی ذمہ داریاں' اولاد کی پرورش' ان کی غذا اور پوشاک' ان کی دیکھ بھال اور تیمارداری' کم سے کم ولایت کے سلسلہ میں بالکل امکان تھا کہ ہم صدہا بلکہ ہزاروں اولیاء اللہ سے واقف ہوتے ہیں' اور اس سلسلہ میں ایک خاتون کا نام بھی نہ سنا ہوتا' لیکن اس نورانی فہرست میں بھی حضرت رابعہ بصریہ" کا نام درخشاں اور نمایاں نظر آتا ہے' اور ان کا نام اب بھی زندہ ہے' کتنی بچیوں کا نام تبرکاً" یہی رکھا جاتا ہے۔ سوانح اور سیر کی تاریخوں اور تصوف و سلوک کی کتابوں میں ان کی عبادت و ولایت و کرامات اور مقبولیت و عظمت کے واقعات درج ہیں' اسی طرح صدہا مقبولین بارگاہ الٰہی' اور پیشوایان طریقت و سلوک کی روحانی تربیت و ترقی میں ان کی ماؤں کا بنیادی حصہ ہے' اور انہوں نے خود اس کا اظہار و اعتراف کیا ہے۔ ان سب کا نام لینا مشکل ہی نہیں ناممکن ہے۔ نمونہ کے طور پر ہم عالم اسلام کے سب سے مشہور مقبول بزرگ محبوب الٰہی سلطان المشائخ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کا نام لیتے ہیں' ان کے تذکرے' حالات و سوانح کی کتابیں پڑھی جائیں تو معلوم ہو گا کہ وہ اپنی ماؤں کی تربیت اور اپنے بچپن میں اپنے گھر کی فضا اور ماحول کا کتنی اہمیت اور ممنونیت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں' اور اس کے احسان مند اور شکر گزار نظر آتے ہیں۔

علمی کمالات اور علم کی خدمات و اشاعت کے سلسلہ میں مجھے افسوس ہے کہ فضلائے امت کی تو سیکڑوں تاریخیں ہیں' لیکن فضلات امت کی تاریخ بہت کم لکھی گئی ہے۔ لیکن پھر بھی تذکرہ نویسوں نے خواتین کو بالکل نظر انداز نہیں کیا۔ دینی علوم و ادبی کمالات کے سلسلہ میں ان کے نام آتے ہیں' علمی ذوق و شوق اور شغف کی کامیابی' اور علمی جدوجہد کی یہاں صرف ایک ایسی روشن مثال پیش کی جاتی ہے' جس سے اچھے خاصے واقف آدمی پر بھی ایک عالم تحیر چھا جاتا ہے۔

آپ کو معلوم ہے کہ قرآن مجید کے بعد اسلام کے پورے کتب خانہ اور اس کے پورے علمی ذخیرہ میں کس کتاب کا درجہ ہے؟ وہ صحیح بخاری ہے جسے کہ "اصح کتاب بعد کتاب اللہ" کا لقب دیا گیا ہے' وہ ہر مدرسہ اور دارالعلوم کے لئے معیار فضیلت ہے' ختم بخاری کی تقریب بڑے سے بڑے دارالعلوم کے لئے قابل فخر اور قابل شکر تقریب ہوتی ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ وہ بخاری شریف ہندوستان میں

اور اکثر علمی مرکزوں میں کس کی روایت سے پہنچی ہے' اور فضلائے مدارس کو اس کی سند دی جاتی ہے؟ یہ ایک فاضلہ خاتون کریمہ کی روایت ہے۔ ایک معتبر تذکرہ کی کتاب میں ان کا تعارف ان الفاظ میں آیا ہے:

کریمة بنت احمد بن محمد المزوزیة محدثه کانت تروی صحیح البخاری' قال ابن الاثیر انتهی الیها علوم الاسناد للصحیح' عاشت' تقریبا" مائتة سنة اصلها من مرو الروز و فقاتها بمکة و یقال لها ام الکرام' وبنت الکرام۔ اعلام للزرکلی ج ص ۷۸

"کریمہ دختر احمد بن محمد مروالرو کی رہنے والی محدث خاتون ہیں' جو صحیح بخاری کی خاص راویہ ہیں' مورخ ابن الاثیر کہتے ہیں کہ صحیح بخاری کی سب سے اونچی سند انہیں کے ذریعہ سے ہے' تقریبا" سو سال کی عمر پائی' مروالرو کی رہنے والی تھیں' انتقال مکہ مکرمہ میں ہوا' ام الکرام اور بنت الکرام کے لقب سے یاد کی جاتی ہیں۔"

اب ادب کے میدان کو لیجئے ولا دہ بنت المستکفی اندلس (اسپین) کے حکام میں سے ایک سربر آوردہ شخصیت کی صاحبزادی تھیں۔ ان کا ادبی ذوق' سخن فہمی' اور بالغ نظری مسلم اور ان کا نام اس سلسلہ میں تذکرہ اور تاریخ کی کتابوں میں روشن ہے۔ ان کا ادبی اور شعری دربار ایسا منعقد ہوتا تھا' جیسے بادشاہوں کے دربار منعقد ہوتے تھے' بڑے بڑے ادباء ان کے پاس استفادہ کے لئے آتے تھے۔
۲ ایضا" ج ۹ ص ۱۳۵۔۱۳۶

جہاں تک ہمت و عزیمت' ایثار و قربانی اور جذبہ جہاد کا تعلق ہے' اس کی ایک مثال دینی کافی ہے' جس کی نظیر اسلام ہی نہیں' دنیا کی تاریخ میں ملنی مشکل ہے۔ حضرت خنساء عربی زبان کی مسلم' مستند اور غیر فانی شہرت کی مالک شاعرہ ہیں۔ ان کے دو بھائیوں کا انتقال ہو گیا تھا' ان کے لئے انہوں نے ایسے دل دوز مرثیے کہے کہ ان کی نظیر عربی مرثیوں ہی میں نہیں' دنیا کی دوسری زبانوں کے مرثیوں کے ذخیرہ میں بھی ملنا مشکل ہے' یہ واقعہ ان کے اسلام لانے سے پہلے کا ہے' یہی حضرت خنساء رضی اللہ عنہا جب اسلام لائیں تو اسلام نے ان کی نفسیات میں عظیم انقلاب برپا کر دیا۔ جس اللہ کی بندی نے اپنے بھائیوں پر رونا اپنا شعر معمول بنالیا تھا' اور ان کی شاعری اسی پر مرکوز ہو کر رہ گئی تھی' سب کو معلوم ہے (خاص طور پر ہماری بہنوں اور محترم خواتین کو) کہ بھائی اور بیٹے میں کیا فرق ہوتا ہے' بھائی سے ہزار محبت ہو' بیٹا لخت جگر اور نور نظر ہوتا ہے' اور جان سے زیادہ پیارا' انہی خنساء رضی اللہ عنہا نے جہاد کے ایک موقعہ پر اپنے بیٹوں کو بلایا' ایک ایک کو رخصت کیا اور کہا' بیٹا! میں نے اسی دن کے لئے تم کو دودھ پلایا تھا۔ اللہ کے راستہ میں جاؤ اور ہم کو سرخرو کرو' اس کے بعد ایک ایک کی شہادت کی خبر سنتی رہیں' جب آخری بیٹے کی شہادت کی خبر سنی تو ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

الحمد لله الذی اکرمنی بشهادتهم

(ترجمہ) "اس خدا کا شکر ہے جس نے ان کی شہادت کی عزت و نسبت سے مجھے سرفراز فرمایا"

ان اوصاف اور کمالات کے علاوہ دو ایسے میدان ہیں' جن میں خواتین کو سبقت حاصل ہے اور وہ ان میدانوں میں جو کارنامہ انجام دے سکتی اور اس کے ذریعہ سے امت اسلامیہ کا صرف نسلی تسلسل ہی نہیں اعتقادی' اخلاقی' ذہنی اور تہذیبی تسلسل کے قائم رہنے میں بنیادی کردار ادا کر سکتی ہیں' وہ انہیں کا حصہ ہے' اور ہر دور میں ان کے نہ صرف تعاون بلکہ اس کی ذمہ داری قبول کرنے اور اس کو سرانجام دینے کے بغیر یہ معنوی تسلسل (جو اس امت کی اصل قیمت اور اس کی ضرورت و افادیت کا ثبوت ہے) قائم نہیں رہ سکتا۔

یہ دو میدان ہیں' ایک نئی نسل کی دینی تعلیم و تربیت کا ابتدائی کام' اور اس کے قلب و ذہن پر اسلام کا نقش قائم کرنا اور اس کو عمیق و مستحکم بنانا' دوسرے اسلامی تہذیب و معاشرت کی حفاظت اور نئی نسل کو غیر اسلامی تہذیب و معاشرت کے اثرات سے بچانا ہے۔

ہماری زبان و محاورہ میں جب یہ بتانا ہوتا ہے کہ فلاں عادت یا یقین یا خوبی یا کمزوری دل و دماغ میں پیوست ہو گئی ہے اور اب وہ نکالی نہیں جا سکتی تو کہا جاتا ہے کہ "یہ چیز گھٹی میں پڑی ہوئی ہے" اور ظاہر ہے کہ یہ گھٹی ماں اور گھر کی شفیق اور مربی بیبیوں کے ذریعہ ہی بچوں کو ابتدائے شعور میں گھر ہی میں دی جا سکتی ہے۔ ماہرین تعلیم و تربیت اور علمائے نفسیات نے اس حقیقت پر بہت زور دیا ہے کہ بچہ کے ذہن کی سادہ تختی پر جو ابتدائی نقوش پڑ جاتے ہیں' وہ کبھی نہیں مٹتے' اور خواہ ان کو مٹا ہوا سمجھ لیا جائے لیکن درحقیقت وہ مٹتے نہیں' دب جاتے ہیں اور وقت پر ابھرتے ہیں اس حقیقت کو تسلیم کر لینے کے بعد ماؤں اور بچہ کی تربیت کرنے والیوں کی ذمہ داری بہت بڑھ جاتی ہے' جو اس سادہ تختی پر آسانی کے ساتھ اچھے سے اچھے نقش بنا سکتی ہیں اور جن کو کوئی طاقت اور کوئی تعلیم و تربیت آسانی کے ساتھ مٹا نہیں سکتی۔

ماؤں اور پرورش کرنے والی خواتین اور گھر کی ان بیبیوں کا جو رشتہ میں بزرگ اور گھر کے ماحول میں اثر انداز اور قابل احترام ہوتی ہیں' اتنا ہی فرض اور ذمہ داری نہیں کہ وہ بچوں کو اللہ اور رسول کا نام سکھادیں' کلمہ یاد کرادیں اور جب وقت آئے تو نماز پڑھنا سکھادیں یہاں تک کہ قرآن شریف پڑھنا بھی ان کو آجائے اور اردو پڑھنے کے قابل بھی ہو جائیں۔

اس ضروری کام کے علاوہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان بچوں کو کفر و شرک سے نفرت توحید سے محبت' اس پر فخر اسلامی نسبت اور مسلمان ہونے اور کہلانے پر مسرت و عزت کا احساس' دین کی حمیت و غیرت خدا کی نافرمانی اور خدا کے آخری رسول محمد ﷺ سے عشق اور شیدائیت کی حد تک

محبت گناہوں سے نفرت اور گھن دنیاوی ترقی ہی کو زندگی کا مقصد اور کامیابی اور عروج کی دلیل سمجھنے سے حفاظت راست بازی اور راست گوئی کی عادت' خدمت و ایثار کا شوق خدمت خلق اور وطن دوستی کا جذبہ پیدا کرنا بھی ان کی ذمہ داری اور انہیں کے کرنے کا کام ہے اور اگر یہ کام بچپن میں اور گھروں کے اندر نہیں ہوا تو دنیا کی بڑی سے بڑی دانش گاہ اور سرکاری یا عالمی پیمانہ پر کوئی تربیت گاہ نہیں کر سکتی اور اس مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتی۔

یہ بھی صفائی سے کہنا پڑتا ہے کہ جب تک مسلمان بچوں کو بت پرستی اور کفر و شرک سے خواہ وہ کسی بیرونی و ملکی دیومالا (Mathology) اور نصاب تعلیم (Text Books) کے ذریعہ سے ہو یا ریڈیو' ٹی وی یا لکچروں کے ذریعہ سے ہو یا خود مسلمانوں کے دین سے ناواقفیت اور دنیا دار اور پیشہ ور گروہوں کے اثر سے ہو' اس طرح نفرت اور گھن نہ پیدا ہو' جیسی گندی اور بدبودار چیزوں سے ہوتی ہے' تو ان کے ایمان کی حفاظت نہیں ہو سکتی' یہ تربیت' یہ محبت و نفرت جو طبیعت کا خاصہ اور حواس خمسہ کے ساتھ ایک نیا حاسہ بن جائے۔ مسلمان گھرانوں کی میراث اور مسلمان نسلوں کے اعتقادی و معنوی تسلسل کا راز رہا ہے' اور جب تک یہ کام گھروں میں اور ماؤں اور گھروں کی بڑی بہنوں اور بزرگ خواتین کے ذریعہ انجام نہیں پائے گا بڑے سے بڑے پر اثر مواعظ موثر سے موثر دینی کتابیں اور مدارس دینیہ عربیہ کے لائق ترین اساتذہ کے ذریعہ بھی اس میں کامیابی حاصل ہونی مشکل ہے۔

دوسرا میدان جس میں خواتین کو امتیاز اور قیادت و رہنمائی کا شرف حاصل ہے' وہ اسلام کے تہذیبی و معاشرتی امتیاز کا باقی رکھنا' اس کا تسلسل و دوام اور غیر اسلام تہذیبوں اور طرز معاشرت سے حفاظت کا مسئلہ ہے اس کے لئے قدرے تفصیل اور قدیم اسلامی تاریخ پر ایک نظر ڈالنے کی ضرورت ہے۔

اسلام کو بالکل ابتداء ہی میں ایک ایسے انوکھے چیلنج کا سامنا کرنا پڑا' جس سے تاریخ میں شاید کسی مذہب کو اس درجہ میں واسطہ نہیں پڑا۔ جزیرۃ العرب سے نکلنے والے عرب مسلمانوں کو دو ایسے ترقی یافتہ تمدنوں کا سامنا کرنا پڑا جن سے بڑھ کر کسی دوسرے تمدن کا تجربہ' انسانی تہذیب و تاریخ میں عرصہ سے نہیں کیا گیا تھا۔ یہ دو تمدن رومی و ایرانی تمدن تھے' جو تہذیب' آرٹ' انسانی زندگی کو سنوارنے اور اس کو منظم کرنے' راحت و آسائش کے سامان کی فراہمی اور فراوانی میں کئی منزلیں طے کر چکے تھے' اور ترقی کے آخری درجہ تک پہنچ گئے تھے' یہ تمدن اپنی تراش خراش میں بڑی رعنائی رکھتے تھے اور بڑے دل فریب تھے آلات و وسائل' راحت و دل چسپی کے سامان' زندگی گزارنے کے بلند معیار' خانہ داری کے ترقی یافتہ طور و طریق اور لباس' خوراک' اور گھروں کی زینت و آرائش کے آلات و وسائل سے ان کا تمدن مالا مال تھا۔

اس کے برخلاف عرب اپنے ابتدائی دور میں یا صحیح الفاظ میں تہذیبی طفولیت کے دور میں تھے۔ درحقیقت یہ تجربہ جس سے ابتدائی مسلمانوں کو گزرنا پڑا' بڑا نازک تجربہ تھا۔ اسلام یقیناً" آسمانی تعلیمات' عقائد اور اخلاق عالیہ' اور آداب حسنہ سے آراستہ تھا' لیکن تہذیب و معاشرہ کی قیادت کی باگ ڈور اس وقت رومیوں اور ایرانیوں کے ہاتھ میں تھی۔ اس لئے اس کا امکان تھا' اور سارے قرائن بتا رہے تھے کہ یہ عرب اور مسلمان جنہوں نے ایک تنگ و تاریک ماحول میں آنکھیں کھولی ہیں' اور جن کے پاس بہت محدود وسائل تھے' جن کی زمین دولت کے سرچشموں سے خالی ہے' ان کی زندگی خیموں اور خام و نیم خام مکانات میں گزری ہے' اور ایک طرح سے "خانہ بدوشانہ" زندگی کہی جا سکتی ہے' تاریخ کی کتابوں میں آتا ہے کہ جب پہلی مرتبہ عرب مجاہدین و مبلغین نے (ایرانی فتوحات کے زمانہ میں) کھانے کے بعد ہاتھ پونچھنے کے لئے جب انہوں نے ان باریک چپاتیوں کو اٹھایا تو معلوم ہوا کہ یہ تو روٹی ہے' اسی طرح جب ان کو پہلی مرتبہ کافور سے سابقہ پڑا تو وہ سمجھے کہ یہ نمک ہے' اور بعض اوقات انہوں نے اس کو آٹے کے ساتھ گوندھ دیا۔

غرض یہ کہ جب فتوحات کا دور شروع ہوا تو ان بادیہ نشینوں کو ایک ایسے ترقی یافتہ اور دل کش تمدن سے سابقہ پڑا جس کو انہوں نے کبھی خواب میں بھی نہیں دیکھا تھا' اس لئے اس کا پورا امکان ہی نہیں' بلکہ اس کے سب قرائن موجود تھے کہ وہ اس تمدن پر دیوانہ وار اور پروانہ وار گرتے' اور اس کی ہر خو کو اختیار کرتے اور اس پر فخر کرتے' ان کے تمدن و معاشرت روزمرہ کی زندگی اور خوراک و پوشاک کا معیار اتنا اونچا ہو جاتا کہ اس کے حصول کے لئے ان کو حدود شریعت ہی نہیں' اپنے عرف و رواج کے حدود سے بھی تجاوز کرنا پڑتا۔ وہ اس سب کو ایک فیشن' ترقی پسندی' بلکہ بیداری اور حقیقت پسندی کی علامت کے طور پر اختیار کرتے اور اس سے وہ سب خرابیاں پیدا ہوتیں' جو مادہ پرست' دنیادار اور تمدن و ترقی کی وبا زدہ اقوام و ممالک میں پیدا ہوتی رہی ہیں اور تاریخ میں اس کی صدہا مثالیں ملتی ہیں' اس کے تصور کے لئے ان مشرقی ممالک و اقوام کا نقشہ اور ان کا طرز عمل دیکھ لینا کافی ہے' جو مغربی تمدن و ترقی کی نقالی کا شکار ہوئیں اور ان کی خوشہ چیں بن گئیں' اور انہوں نے دینی تعلیمات و احکام حدود شریعت اور اپنی قدیم تہذیبی روایات سے یکسر آنکھیں بند کر لیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں نے اس مشکل پر مردوں اور عورتوں کے باہمی تعاون سے قابو پایا' اس میں بہت بڑا دخل مسلمان خواتین کے ایمان و یقین' قناعت و ایثار' دنیا پر آخرت کو ترجیح دینے' اور صحابیات و گزشتہ صاحب ایمان و صلاح مستورات کا نمونہ سامنے رکھنے کا نتیجہ تھا' مرد رومی و ایرانی تمدن کی نقالی اور اس کے ترقی یافتہ طور طریق' طرز معاشرت' اور زیب و زینت کے آلات و وسائل

باقی صفحہ ۱۵ پر

مناسکِ حج سیکھنے کی ضرورت واہمیت

روز مرہ کے کاموں میں باوجود سمجھ بوجھ رکھنے اور احتیاط کے کوئی نہ کوئی غلطی سرزرد ہو ہی جاتی ہے اور ایسے کام جو کبھی کبھار کئے جائیں یا زندگی میں صرف ایک ہی مرتبہ کرنے کی سعادت حاصل ہو تو ان میں کسی غلطی کا سرزد ہو جانا ایک قدرتی امر ہوتا ہے۔ ایک آبادی میں اگر ایک ہزار مسلمان قیام پذیر ہوں تو ہو سکتا ہے صاحب استطاعت ہونے کے باعث ان میں سے پانچ یا دس پر حج کرنا فرض ہو۔ اور یہ ضروری نہیں کہ انہیں ارادہ کرتے ہی ادائیگی کا موقع مل سکے۔ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ حج زندگی میں صرف ایک بار فرض ہوتا ہے اور وہ بھی ان کو جو خوش قسمت ہوں۔ مناسک حج کے بارے میں حضور پاک ﷺ نے بھی تلقین فرمائی ہے۔ الیکٹرانک میڈیا بھی اس سلسلے میں موثر ثابت ہوا ہے۔ علماء کرام کے علاوہ ملک میں رضاکارانہ طور پر لوگوں نے تربیت گاہیں بھی قائم کر رکھی ہیں اور سرکاری سطح پر بھی مناسک حج کی تعلیم و تربیت دینے کے بہترین انتظامات موجود ہیں۔ جس طرح تھیوری اور پریکٹیکل میں بہت فرق ہوتا ہے اسی طرح تعلیم و تربیت حاصل کرنے اور عملی طور پر مناسک حج کی ادائیگی میں بھی بہت فرق ہوتا ہے اور کسی نہ کسی غلطی کا امکان موجود ہوتا ہے جس کا مقررہ وقت صدور کے اندر شرعی نقطہ نگاہ سے کفارہ ادا کرنا بھی لازم ہو جاتا ہے اور اگر کم پڑھے لکھے عازمین حج کی تعداد بھی زیادہ ہو تو غلطیوں کا تناسب بھی بڑھ جانا ناگزیر ہو جاتا ہے۔ بعض عازمین حج تو بڑی سے بڑی غلطی کی بھی پرواہ نہیں کرتے اور بعض چھوٹی چھوٹی غلطیوں کو بھی دل و دماغ پر سوار کر لیتے ہیں اور دل ہی دل میں کڑھتے رہتے ہیں حالانکہ ان سے حج و عمرہ میں کسی قسم کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس دفعہ عازمین حج کی کل تعداد بڑھ کر سوا لاکھ ہو گئی ہے اور دوسری بار عام حالت میں حج کی اجازت نہ دینے سے اس دفعہ ایسے عازمین حج کی تعداد بہت زیادہ ہو گئی ہے جنہوں نے پہلے حج نہیں کیا اور ان کو مسائل حج اور غلطیوں یا رعایتوں کے بارے میں زیادہ معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔

بعض عازمین حج احرام کی چادروں کو ہی احرام سمجھ لیتے ہیں اور ایک دفعہ باندھ لینے کے بعد کھولتے

بابو شفقت قریشی سالم

ہوئے گناہ محسوس کرتے ہیں اسی طرح بعض خواتین احرام کی حالت میں سر پر باندھنے کے لئے جو رومال استعمال کرتی ہیں اسے احرام سمجھ لیتی ہیں اور مسح کرتے وقت بھی اسے اتارنا گناہ سمجھتی ہیں۔ اصل صورت حال یہ ہے کہ احرام کی چادریں باندھ کر دو نفل ادا کر چکنے اور نیت اور تلبیہ کے بعد احرام کی پابندیاں شروع ہوتی ہیں لیکن اس کے بعد بھی ناپاکی وغیرہ کی صورت میں چادریں تبدیل کی جاسکتی ہیں اور غسل کرتے وقت اتاری بھی جاسکتی ہیں۔ البتہ احرام کی چادر کو گرہ لگانا یعنی ایک گانٹھ کے اوپر دوسری گانٹھ لگانا تہبند کے اوپر رسی یا ڈوری باندھنا اور چادروں کے نیچے بنیان نیکر وغیرہ پہننا اور بکسوا یا پن لگانا غلط ہے۔ اسی طرح بعض عازمین حج تہبند اس طرح باندھتے ہیں کہ ٹخنے ڈھک جاتے ہیں اور ناف ننگی ہوتی ہے اور دایاں کندھا ابتداء میں ہی ننگا کر لیتے ہیں حالانکہ احرام کی حالت میں ناف ڈھکی ہوئی ٹخنے ننگے اور ابتداء میں دایاں کندھا ڈھکا ہوا ہونا چاہئے صرف طواف کے دوران دایاں بازو اور کندھا ننگا رکھنے کا حکم ہے۔ اور جہاں تک عورتوں کا بالوں کے اوپر رومال باندھنے کا تعلق ہے وہ صرف اس لئے باندھا جاتا ہے کہ دوپٹہ سے رگڑ کھا کر بال نہ ٹوٹیں اور ڈھکے رہیں۔ رومال کو احرام ہرگز نہیں سمجھنا چاہئے اور وضو کے وقت رومال ہٹا کر مسح کرنا چاہئے۔ حالت احرام میں مرد ہوائی چپل اس لئے استعمال کرتے ہیں کہ پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈی ننگی رہے۔ لیکن بعض خواتین بھی یہی سمجھتی ہیں حالانکہ ان پر یہ پابندی نہیں ہے۔ احرام کی پابندیاں ختم ہونے کے بعد بھی خواتین پردہ کی پابندی نہیں کرتیں وہ غلط سمجھتی ہیں کہ شاید ارض مقدس میں پردہ کی پابندی کرنا ضروری نہیں ہے۔ حالت احرام میں غسل کرنا منع نہیں ہے البتہ میل اتارنا، خوشبودار صابن استعمال کرنا اور اتنی زور سے ملنا کہ بال ٹوٹ جائیں منع ہے۔ ہر مسجد کی طرح مسجد الحرام میں داخل ہوتے وقت تحیۃ المسجد کے دو نفل ادا کرنا بھی اجر و ثواب کا کام ہے لیکن اگر طواف کرنے کا ارادہ ہو تو یہ نفل ادا کرنا ضروری نہیں ہوتا۔ حجر اسود کو بوسہ دینا سنت ہے اگر موقع مل جائے تو بہت بڑی سعادت کی بات ہے لیکن طاقت کا مظاہرہ کرکے دوسروں کو ایذاء پہنچا کر بوسہ دینا حرام ہے بہتر عمل یہ ہے کہ با آسانی موقع مل سکے تو ضرور بوسہ دیں اگر نہ مل سکے تو دور سے ہی ہتھیلیاں حجر اسود کی طرف کرکے ان کو چوم لیں اور یقین رکھیں کہ بوسہ کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ طواف کرتے وقت بعض افراد لاعلمی کے باعث خانہ کعبہ کو دیکھتے رہتے ہیں۔ خانہ کعبہ کو دیکھنے سے بلاشبہ اجر و ثواب حاصل ہوتا

ہے یعنی جس طرح نماز پڑھتے وقت نگاہ سامنے رکھنی چاہئے اسی طرح طواف کرتے وقت بھی نگاہ سامنے رکھنی چاہئے اور طواف ختم کرنے کے بعد جی بھر کر اللہ کے گھر کو دیکھنا چاہئے۔ طواف کرتے وقت خاموش رہنے کی نسبت بہتر ہے کہ دعائیں پڑھی جائیں لیکن اس دوران دعا کے لئے ہاتھ اوپر نہیں اٹھانے چاہئیں۔ رمل پر اس طواف کے پہلے تین چکروں میں کرنا سنت ہے جس کے بعد سعی کرنی ہو' لیکن اگر پہلے چکر یا دوسرے چکر میں یاد نہ رہے تو آخر کے چار چکروں میں رمل ہرگز نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان میں رمل نہ کرنا سنت ہے طواف کرتے ہوئے اگر نماز کا وقت ہوجائے تو دایاں کندھا ڈھانپ کر نماز پڑھنی چاہئے اور پھر بازو ننگا کرلینا چاہئے۔ بعض حضرات حالت احرام میں سر ڈھانک کر نماز ادا کرتے ہیں پھر ننگا کرلیتے ہیں حالانکہ جب تک بال نہ کٹوالئے جائیں احرام والے کو نماز ننگے سر ہی پڑھنی چاہئے رکن یمانی کو دونوں ہاتھ یا صرف دایاں ہاتھ لگانا مستحب ہے لیکن طواف کرنے والوں کی اکثریت رکن یمانی کو بوسہ دینا ہاتھ لگا کر چومنا یا پھر ہتھیلیاں اس طرف کرکے ان کو چومنا کار ثواب سمجھتی ہے حالانکہ اگر ہاتھ لگانے کا موقع نہ مل سکے تو فکر مند نہ ہونا چاہئے اور ربنا اٰتنا فی الدنیا والی دعا پڑھتے ہوئے حجر اسود کی طرف بڑھنا چاہئے یہاں بھی دھکم پیل کرنا گناہ کا کام ہے عورتوں کے لئے تو ہجوم میں گھس کر حجر اسود یا رکن یمانی کا استلام کرنا بالکل ہی منع ہے۔ مقام ابراہیم کو بوسہ دینا بھی سخت غلطی ہے اور عصر کی نماز کے بعد۔ فجر کی اذان کے بعد اور عین اس وقت جب سورج سر پر ہو تو ایسے اوقات میں واجب الطواف کی دو رکعت پڑھنا جائز نہیں ہے اس وقت پڑھی جائیں جب یہ اوقات گزر جائیں۔ بہت سے افراد اس کی پرواہ نہیں کرتے جو بہت بڑی غلطی ہے۔ تبرک کے لئے غلاف کعبہ کو بلیڈ سے کاٹنا' ایک لاکھ چوریوں کے جرم کے برابر ہے۔ کتنی ہی بڑی مجبوری ہو پھر بھی آب زم زم سے نہ تو ناک پڑ راڈھویا جائے اور نہ ہی اس پانی سے استنجا کیا جائے صفا پہاڑی کے پتھروں کے بہت اوپر نہیں چڑھنا چاہئے۔ اور سبز ستونوں کے درمیان مردوں کو تیز رفتار سے چلنا چاہئے بعض افراد دوڑ لگاتے ہیں جو درست نہیں اور عورتوں کو تو کسی حال میں بھی وہاں سے دوڑ کر نہیں گزرنا چاہئے۔ سعی مکمل کرنے کے بعد بعض عمرہ کرنے والے دو تین مقامات سے چند بال کٹوا کر احرام کھول دیتے ہیں حالانکہ مسئلہ کی رو سے پورے سر کے بال چھوٹے کرانے چاہئیں یا منڈوا دینے چاہئیں۔ اس کے بغیر احرام کی پابندیاں ختم نہیں ہوں گی۔ احرام کی حالت میں جہاں اور کئی پابندیاں ہیں وہاں لڑائی جھگڑا کرنا' کسی کی غیبت اور فحش گفتگو کرنا بھی سختی سے منع ہے۔ حرم کی پابندیوں میں جہاں شکار کرنا منع ہے وہاں حرم کے کبوتروں کو ایذا پہنچانا یعنی چھیڑ چھاڑ کرنا بھی منع ہے بعض افراد غلطی سے ان کو کنکر وغیرہ مار کر شغل کرتے ہیں جس کی اجازت نہیں ہے اسی طرح حرم کی حدود سے گھاس وغیرہ اکھاڑنا۔ درخت کے پتے توڑنا وغیرہ امور بھی ممنوعات حرم میں آتے ہیں جن سے اجتناب کرنا چاہئے۔ بعض حضرات اس غلط فہمی میں ہوتے ہیں کہ شاید صرف احرام کی حالت میں ایسا کرنے کی اجازت نہیں ہے حالانکہ اپنے لباس میں بھی احرام کی پابندیاں یکساں ہی ہیں۔ ۸ ذی الحجہ کو چار اور ۹ ذی الحجہ کو ایک نماز منیٰ میں ادا کرنا سنت ہے۔ موقع کے نہ مل سکنے کی وجہ سے اگر پوری پانچ نمازیں منیٰ میں ادا نہ کی جاسکیں یا پھر ۸ ذی الحجہ کی فجر کی نماز بھی منیٰ میں ادا کی جائے تو اس میں مناسک حج پر کچھ اثر نہیں پڑے گا۔ فجر کی نماز مکہ معظمہ میں ادا کرنے کے بعد منیٰ کو ۸ ذی الحجہ کو روانہ ہونا افضل ہے لیکن اگر ۷ و ۸ ذی الحجہ کی درمیانی رات کو ہی مکہ معظمہ سے منیٰ روانہ ہونا پڑ جائے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ بعد میں بس نہ مل سکنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور مغرب کے بعد ویسے بھی ۸ ذی الحجہ کی تاریخ شروع ہوجاتی ہے۔ ایک غلط فہمی یہ پائی جاتی ہے کہ ۹ ذی الحجہ کو مسجد نمرہ میں حج کی نماز ادا کی جاتی ہے حالانکہ وہ نماز ظہر اور عصر کی ملا کر قصر کرکے امام صاحب پڑھاتے ہیں اور اس سے پہلے حج کا خطبہ پڑھتے ہیں۔ ظہر اور عصر کی نمازیں خیموں میں ملا کر نہیں پڑھی جاسکتیں یہ نمازیں اپنے اپنے وقت پر باجماعت یا اکیلے اپنے خیموں میں ادا کی جاتی ہیں۔ مسجد نمرہ کا وہ حصہ جہاں امام صاحب کھڑے ہوتے ہیں اور کچھ اس سے پیچھے کا حصہ عرفات کی حدود سے باہر ہے جہاں نماز تو ادا کی جاسکتی ہے لیکن پورا دن وہاں وقوف کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ عرفات کی حدود سے باہر وقوف کرنے سے حج نہیں ہوتا۔ یہی ہدایت مسجد کے اندر جلی حروف میں دوسری زبانوں کے علاوہ اردو میں بھی لکھی ہوئی نظر آتی ہیں۔ مغرب کی نماز عرفات میں ادا کرنا منع ہے اور یہ نماز مزدلفہ میں عشاء کے وقت عشاء کی نماز کے ساتھ ملا کر پڑھی جاتی ہے۔ ستر کنکریاں مزدلفہ سے چنی جاتی ہیں اگر گر جائیں تو منیٰ سے بھی حاصل کی جاسکتی ہیں لیکن شیطانوں کے قریب سے چننے کی اجازت نہیں ہے فجر کی نماز مزدلفہ میں منہ اندھیرے پڑھ کر وقوف مزدلفہ کرنا واجب ہے اگر نہ کیا جائے تو ایک بکرا کفارہ ادا کرنا پڑتا ہے۔ لیکن عورتیں اگر وقوف مزدلفہ کئے بغیر منیٰ پہنچ جائیں تو ان کو اجازت ہے۔ پہلے بڑے شیطان کو کنکریاں ماری جائیں پھر قربانی کرکے بال کٹوائے جائیں اگر قربانی کے لئے رقم بینک میں جمع کرائی گئی ہو تو وقت قربانی پوچھ لیں اور احتیاط اس میں ہے کہ اس وقت سے تقریباً ۴ گھنٹے بعد بال کٹوائے جائیں۔ کنکریاں مارنے کے لئے گھوم کر منہ منیٰ کی طرف کرلیا جائے اس طرف ہجوم کم ہوگا اس لئے قریب سے ماری جاسکیں گی بڑے پتھر یا جوتے وغیرہ مارنا غلط ہے۔ اور خود صحت مند ہونے کے باوجود عورتوں اور مردوں کا دوسروں سے کنکریاں مروانا درست نہیں ہے۔ ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کی کنکریاں مارنے کا وقت ظہر کے بعد شروع ہوتا ہے دیکھا دیکھی زوال سے پہلے مارنا سنت

باقی صفحہ ۲۰ پر

ایک اہم ترین فائدہ قادیانیت کی تبلیغ کا ہے۔

"سائنس فاؤنڈیشن" کو قادیانیت کی تبلیغ کا ذریعہ کیسے بنایا جائے گا؟ اس کے لئے درج ذیل نکات کو ذہن میں رکھنا ضروری ہے۔

(الف) ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا شمار قادیانی امت کے ممتاز ترین افراد میں ہوتا ہے۔ قادیانیوں کے تیسرے سربراہ مرزا ناصر احمد آنجہانی نے ۱۴ اگست ۱۹۸۰ء کو لندن میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کیا' جس کے رپورٹ ۱۷ اگست ۱۹۸۰ء کو آئرش اخبار "آئرش سنڈے ورلڈ" میں شائع کرائی گئی جس کا عنوان تھا:

"احمدیہ تحریک' آئرلینڈ کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کی تیاری کررہی ہے۔" اس رپورٹ میں بڑے فخر سے کہا گیا ہے!

" اس جماعت کے مشہور ارکان میں سے سر ظفراللہ خان ہیں جو کہ پاکستان کے سابق وزیر خارجہ اور سابق صدر اقوام متحدہ اور عالمی عدالت انصاف کے ہیں۔ اس کے علاوہ پروفیسر عبدالسلام ہیں جنہوں نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا ہے۔" (قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۶ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

(ب) قادیانی امت کو ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی پر یہ فخر بھی ہے کہ وہ جہاں جاتا ہے قادیانیت کی تبلیغ ضرور کرتا ہے'

" انہوں نے دین (قادیانیت) کو دنیا پر ہمیشہ مقدم رکھا' اور سائنس دانوں اور بڑے بڑے لوگ تک احمدیت کا پیغام پہنچایا شاہ سویڈن کو نوبل انعام حاصل کرنے کے دنوں میں قرآن کریم (کا قادیانی ترجمہ) اور حضرت مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کے اقتباسات کا انگریزی ترجمہ پہنچاکر آئے۔ اسی طرح شاہ حسن کو مراکش میں (قادیانی) لٹریچر دے کر آئے۔" (کتابچہ "ڈاکٹر عبدالسلام" از محمود

غدّار پاکستان

عجیب اصغر صفحہ ۵۶)

اٹلی میں ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی نے ایک سائنسی ادارہ قائم کر رکھا ہے۔ اس کے ذریعہ بھی قادیانیت کی تبلیغ کا کام لیا جاتا ہے۔ چنانچہ قادیانی ماہنامہ "تحریک جدید" ربوہ بابت ماہ اکتوبر ۱۹۸۵ء میں قادیانیوں کے موجودہ سربراہ مرزا طاہر احمد قادیانی کے دورہ اٹلی کی رپورٹ شائع ہوئی ہے جس میں کہا گیا ہے:

"حضور' (مرزا طاہر) نے فرمایا' اٹلی میں پہلے بھی جماعت کے نمائندے بھجوا کر اٹلی کو جماعت

حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

سے متعارف کرانے کی کوشش کی گئی تھی اور اب ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ذریعہ سے بھی ایک تقریب کا بندوبست کیا گیا جس میں توقع سے زیادہ معززین تشریف لائے جو کہ پہلے احمدیت سے متعارف نہ تھے۔ اس میں ٹیلیویژن کے نمائندے بھی موجود تھے۔" (تحریک جدید ربوہ صفحہ ۷ اکتوبر ۱۹۸۵ء)

(ج) قادیانیوں کی طرف سے اعلان کیا جارہا ہے کہ پندرھویں صدی ہجری حقیقی اسلام (قادیانیت) کے غلبہ کی صدی ہوگی۔ اور ان کے منصوبہ کے مطابق قادیانیت کا یہ غلبہ سائنس کے ذریعہ ہوگا۔ قادیانی اخبار "الفضل" کا یہ اقتباس جو پہلے نقل ہوچکا ہے' اسے ایک بار پھر پڑھ لیجئے!

" عالم اسلام کے قابل فخر سپوت' یعنی حقیقی اسلام کے فدائی نوبل انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے کہا کہ سائنس کے میدان میں اسلام کی کھوئی ہوئی عظمت حاصل کرنے کا صرف یہی طریقہ ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان ان علوم میں درجہ کمال کو پہنچیں.........

محترم ڈاکٹر سلام صاحب نے کہا کہ ہماری جماعت اسلام کے احیاء کے لئے کھڑی ہوئی ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ دیگر علوم کے علاوہ سائنسی علوم میں بھی آگے بڑھیں اور کمال حاصل کریں۔" (اخبار الفضل ربوہ ۱۳ نومبر ۱۹۷۹ء)

پس ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کی طرف سے "اسلامی سائنس فاؤنڈیشن" کے نام پر جو رقمیں اسلامی ممالک سے وصول کی جارہی ہیں ان کا ایک اہم مقصد خود مسلمانوں ہی کے پیسے سے قادیانیت کی تبلیغ اور اسے دنیا میں غالب کرنے کی کوشش ہے ...... جتنے نوجوان سائنسی علوم کی تکمیل کے لئے عبدالسلام قادیانی کے قائم کردہ' یا اس کے زیر اثر اداروں سے رجوع کریں گے ان کو ہر ممکن قادیانیت کا انجکشن دینے کی کوشش کی جائے گی' اور ان کی ترقیات کا معیار یہ قرار دیا جائے گا کہ وہ قادیانیت کے حق میں کتنے مخلص ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی اور پاکستان

بہت سے مسلمان قادیانیوں کے بارے میں رواداری اور فراخ دلی کا مظاہرہ کرتے ہیں چنانچہ یہی مظاہرہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کے بارے میں بھی کیا

گویا ... زت کا استدلال یہ ہے کہ ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی کا عقیدہ و مذہب کچھ ہی ہو بہرحال وہ پاکستانی ہیں۔ اور ان کو نوبل انعام کا اعزاز ملنا پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے بہر صورت لائق فخر ہے۔ چنانچہ ہمارے ملک کی ایک معروف سیاسی شخصیت نے روزنامہ "جنگ" کے کالم "مشاہدات و تاثرات" میں اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

"پاکستان کے نوبل پرائز انعام یافتہ سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام بھی انہیں دنوں عمان میں تھے' ناشتہ کی ایک دعوت میں ان سے بھی ملاقات ہوئی جب وہ پاکستان کی اٹامک انرجی میں کام کر رہے تھے تو انہیں ایک دو بار کابینہ میں اپنا کیس پیش کرتے ہوئے سنا تھا۔ انتہائی قابل اور فاضل آدمی ہیں اور خلیق اور متواضع بھی' مسلک ان کا کچھ بھی ہو لیکن پاکستان کے رشتے سے عالمی سطح پر ان کی سائنسی مہارت کا جو اعتراف ہوا ہے اس سے قدرتاً ہم سب کو خوشی ہونی چاہئے علم' علم ہے اس پر نہ کسی عقیدہ اور مذہب کی چھاپ لگائی جا سکتی ہے نہ مشرق و مغرب کی' یہ تو روشنی اور ہوا کی طرح پوری انسانیت کا مشترک ورثہ ہے۔" (جنگ کراچی ۳ مئی ۱۹۸۱ء)

قادیانی ہفت روزہ "لاہور" میں ایک صاحب کا مراسلہ شائع ہوا جسے "لاہور" نے درج ذیل عنوان کے تحت درج کیا ہے:

"جاہل مولویوں نے سائنس دشمنی میں پاکستان کی عزت و وقار کو بھی خاک میں رولنا شروع کر دیا ہے۔"

مراسلہ نگار نے' جو اپنے آپ کو ایک "سیدھا سادا مسلمان" کہتے ہیں' اس مراسلہ میں کچھ زیادہ ہی "سیدھے پن" کا مظاہرہ کیا ہے' ان کا اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"ڈاکٹر عبدالسلام کا کس مسلک سے جذباتی تعلق ہے یہ میرا مسئلہ نہیں میرا مسئلہ صرف یہ ہے کہ عبدالسلام نے فزکس میں نوبل پرائز حاصل کر کے پاکستان کو بین الاقوامی سطح پر عزت و مرتبہ بخشا ہے۔ انہیں صدر جنرل ضیاء الحق نے مبارکباد کا پیغام دیا ہے۔ اور ہمارے ریڈیو اور ٹیلیویژن نے بار بار خبر ناموں میں کہا ہے کہ ــــ وہ پہلے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے یہ بین الاقوامی اعزاز حاصل کیا ہے۔ لیکن مجھے تکلیف صرف اس بات کی ہوئی ہے کہ سرکاری مساجد کے ائمہ کو جو خود بھی باقاعدہ سرکاری ملازم ہیں۔ کس نے چابی بھر دی ہے کہ وہ ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات پر کیچڑ اچھال اچھال کر بالواسطہ پاکستان کی توہین کے مرتکب ہوں۔"

"بقر عید پر وزارت مذہبی امور کے زیر اہتمام اسلام آباد کی مرکزی جامع مسجد المعروف "لال مسجد" کے پیش امام نے نماز سے قبل اپنی تقریر میں ڈاکٹر عبدالسلام کی ذات پر جو رکیک حملے کئے۔ معلوم نہیں ان کا سنت ابراہیمؑ سے کیا تعلق تھا۔ یا سننے والوں کو کتنا ثواب حاصل ہوا۔ پیش امام نے (غالباً" اس کا نام مولانا عبداللہ ہے) جو خطابت میں یہ تک کہہ دیا کہ:

"عبدالسلام چونکہ مرزائی ہے۔ اس لئے وہ کافر ہے۔ اور اسے یہ نوبل پرائز صرف اس لئے دیا گیا ہے کہ اس نے پاکستان کے بعض اہم راز اسمگل کر کے یہودیوں کے حوالے کر دیئے تھے۔"

یہ تو اب سرکاری ادارے ہی اس ۷ اگریڈ کے پیش امام سے انکوائری کر سکتے ہیں۔ اسے یہ انفارمیشن کہاں سے ملی کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے راز اسمگل کر کے نوبل پرائز حاصل کیا ہے۔ لیکن صدمے کی بات صرف یہ ہے کہ جاہل مولویوں نے اپنی سائنس دشمنی میں پاکستان کے عزت و وقار کو بھی منبر رسولؐ پر کھڑے ہو کر خاک میں رولنا شروع کر دیا ہے۔ اور ان کی کوئی باز پرس نہیں ہوتی۔ آخر عید کے اس اجتماع میں غیر ملکی مسلمان سفارت کاروں کی بھی ایک کثیر تعداد موجود تھی۔

اگر مولویوں کا یہ فتویٰ مان بھی لیا جائے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کافر ہے۔ تو پھر مولویوں کو یہ احساس تو ہونا چاہئے کہ وہ کافر بھی اول و آخر پاکستانی ہے اور اس کو ملنے والا اعزاز اصل میں پاکستان کو ملنے والا اعزاز ہے"۔ (ہفت روزہ لاہور۔ لاہور ۱۰ نومبر ۱۹۷۹ء صفحہ ۴)

ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی واقعی پاکستانی ہے۔ لیکن اس کی نظر میں خود پاکستان کی کیا عزت و حرمت ہے؟ اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ یحییٰ خان اور مسٹر بھٹو کے دور میں صدر پاکستان کا سائنسی مشیر تھا۔ لیکن جب ۱۹۷۴ء میں پاکستان قومی اسمبلی نے آئینی طور پر قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا تو یہ صاحب احتجاجاً" لندن جا بیٹھے اور جب مسٹر بھٹو نے اس کو ایک سائنس کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھجوائی تو پاکستان کے بارے میں نہایت گندے اور توہین آمیز ریمارکس لکھ کر دعوت نامہ واپس بھیج دیا۔ ہفت روزہ چٹان کا درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمایئے

مسٹر بھٹو کے دور میں ایک سائنسی کانفرنس ہو رہی تھی کانفرنس میں شرکت کے لئے ڈاکٹر سلام کو دعوت نامہ بھیجا گیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب قومی اسمبلی نے آئین میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا تھا یہ دعوت نامہ جب ڈاکٹر سلام کے پاس پہنچا تو انہوں نے مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ اسے وزیر اعظم سیکرٹریٹ کو بھیج دیا۔

ترجمہ۔ میں اس لعنتی ملک پر قدم نہیں رکھنا چاہتا جب تک آئین میں کی گئی ترمیم واپس نہ لی جائے۔

مسٹر بھٹو نے جب یہ ریمارکس پڑھے تو غصے

باقی صفحہ ۲۲ پر

مفتی محمد عمر فاروق شیخ

گناہوں کے نقصانات

جیسا کہ بعض اکابرین سے ایسے واقعات منقول ہیں کہ ان کی حکمت و دانائی اور فہم و فراست سے ان کے سامنے چغلی خور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس فعل بد سے تائب ہو کر اٹھے جیسا کہ احیاء علوم الدین میں ہے۔ "حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے پاس ایک شخص نے کسی کی چغلی کھائی آپؒ نے اس شخص کی بات پر اعتماد کرنے اور اس کی حوصلہ افزائی کے بجائے اسے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا اگر تم چاہو تو ہم تمہارے اس معاملہ کی تحقیق کرا لیتے ہیں پھر اگر تم جھوٹے نکلے تو آیت کریمہ ترجمہ: "اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو تحقیق کرو" کے مصداق فاسق قرار پاؤ گے۔۔۔ اور اگر سچے ثابت ہوئے تو آیت کریمہ ـــــ (جو چغلی کھاتا پھرے) کے مصداق چغل خور قرار دیئے جاؤ گے۔ اور اگر تم چاہو تو ہم تمہیں معاف کر دیں۔ اس شخص نے کہا امیرالمومنین معافی کا خواستگار ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کبھی ایسی حرکت نہ کروں گا۔ (احیاء علوم الدین ص ۱۰۷ طبع بیروت)

○ ایسے شخص سے بغض رکھا جائے کیونکہ ایسا شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ اور مبغوض ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ بغض رکھیں اس سے بغض رکھنا واجب ہے اور ایسے شخص سے کیوں نہ بغض رکھا جائے جو جھوٹ، غیبت، دھوکہ، خیانت، لوٹ، کھسوٹ، حسد، نفاق اور لوگوں کے مابین فساد کرانے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہو پھر اس سے اس لئے بھی بغض اور نفرت ضروری ہے کہ چغل خور یوں تو جھوٹا اور ناقابل اعتبار ہوتا ہی ہے لیکن اگر بالفرض اس کو سچا مان بھی لیا جائے تب بھی وہ اس شخص سے زیادہ قابل نفرت ہے جس کی چغلی کھا رہا ہے کیونکہ اس نے اگر کوئی برائی کی بھی ہے تو پس پشت کی ہے مگر موصوف چغل خور صاحب تو منہ پر ہی برائی کر رہے ہیں اس کی مثال ایسے ہے جیسے کسی نے آپ کو پتھر مارا اور وہ آپ تک نہیں پہنچا مگر آپ کے کسی "خیر خواہ" نے اٹھا کر آپ کے سر پر دے مارا اور ساتھ یہ بھی بتلا دیا کہ یہ پتھر فلاں نے مارا تھا اور وہ آپ تک نہیں پہنچا تھا تو میں نے آپ تک پہنچا دیا۔ بتلایا جائے کہ دور سے پتھر پھینکنے والا زیادہ مجرم ہے یا وہ جس نے آپ کے سر پر مارا؟!

بالکل اسی طرح کا ایک واقعہ ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ چغل خور سب سے بڑا دشمن ہے چنانچہ منقول ہے کہ "ایک بزرگ سے ان کے مرید نے عرض کیا کہ حضرت آپ کا فلاں دشمن آپ کو فلاں فلاں گالیاں دے رہا تھا یہ سن کر حضرت شیخ نے ان سے فرمایا کہ میرا وہ دشمن آپ سے بہتر ہے کہ اس نے پیٹھ پیچھے برا کہا مگر تم تو اس سے زیادہ شوخ ستم اور حیاء باختہ ثابت ہوئے کہ مجھے میرے منہ پر گالی دے رہے ہو۔"

○ جس کی چغلی کھائی جا رہی ہے اس کے بارے میں بدگمانی نہ کی جائے کہ شاید اس نے ایسا کیا (کہا) ہوگا کیونکہ ارشاد خداوندی ـــ (اے ایمان والو! بچتے رہو بہت تہمتیں کرنے سے بے شک تہمت گناہ ہے) کی روشنی میں ایسا کرنا گناہ ہے۔

○ چغل خور کی چغلی کے بعد اس شخص کے بارے میں (جس کی چغلی کھائی گئی ہے) تجسس بھی نہیں ہونا چاہئے یعنی اس کی کھود کرید نہیں کرنا چاہئے کہ شاید اس نے ایسا کیا ہو، کیونکہ آیت کریمہ...... (اور بھید نہ ٹٹولو کسی کا) میں اس سے منع کیا گیا ہے۔

○ جس کے سامنے چغلی کھائی جا رہی ہے اس کو بھی چاہئے کہ وہ خود بھی چغلی کا ارتکاب نہ کرے مثلاً" چغل خور کی بات آگے کرتے ہوئے یوں نہ کہے کہ فلاں شخص فلاں کے بارے میں کہہ رہا تھا اگر کسی نے ایسا کیا تو یہ بھی چغل خوری ہی کہلائے گا، کیونکہ چغل خور کی بات آگے نقل کرنا یا اس کی چغلی کرنا بھی چغلی کے زمرے ہی میں آتا ہے۔

شرانگیزی کا تذکرہ

ہاں البتہ! اگر چغلی کھانے میں کوئی دینی یا دنیاوی مصلحت ہو تو پھر چغلی کرنا نہ صرف جائز بلکہ بعض اوقات میں واجب بھی ہو جاتا ہے جیسے کوئی شخص کی جان و مال اور اہل و عیال کو نقصان پہنچانے کی بات کر رہا ہو تو اس کو نقل کرنا جائز ہے تاکہ اس کے شر سے بچنے کی تدبیر کی جا سکے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک خیر خواہ) نے کہا اے موسیٰؑ اہل دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہے ہیں کہ آپ کو قتل کر دیں سو آپ چل دیجئے میں آپ کی خیر خواہی کر رہا ہوں، اسی طرح حاکم وقت اور افسر مجاز کو اس سے آگاہ کرنا کہ فلاں شخص شرارت انگیز (دہشت گردی وغیرہ) سرگرمیوں میں ملوث ہے چغل خوری کے زمرے میں نہیں آتا بلکہ بعض اوقات عوام الناس اور اپنے آپ کو ظلم سے بچانے کے لئے ایسا کرنا نہایت ضروری اور واجب ہو جاتا ہے۔ اسی طرح کسی ایسے شخص کے سامنے

باقی صفحہ ۲۲ پر

ملی اتحاد کی اہمیت

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی
ترجمہ: محمد شعیب (انڈیا)

مسلمانوں کو دوسری قوموں پر بجا طور پر فخر کا حق ہے کہ ان میں باہمی تعلق و ہمدردی' آپسی ربط و اخوت' وحدت کا رجحان ملی اتحاد کا جذبہ دوسروں سے زیادہ اور قوی ہے لیکن معیاری سطح سے وہ دور اور وحدت اتفاق کے فریضہ کی مکمل پابندی میں بہت کوتاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو جس اخوت و بھائی چارگی اور آپسی محبت و ہمدردی کا جو حکم دیا ہے اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ پورا مسلم معاشرہ اس طرح متحد و متفق ہو جائے کہ اس میں اختلاف و انتشار کا نشان بھی باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہ اگر مشرق و مغرب کے کسی بھی چپہ پر کوئی ناگہانی واقعہ یا حادثہ رونما ہو تو اس کی آہ و کراہ عالم اسلام کے دوسرے کونے میں باآسانی سنی جاسکے جس سے نہ صرف یہ کہ ان کا قلب و جگر اور احساس و شعور متاثر ہو بلکہ وہ اس سے اپنی پوری دلچسپی و توجہ کا اظہار کریں تب ہی حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان مبارک کے صحیح مصداق قرار پائیں گے کہ "ایک مومن دوسرے مومن کے لئے اس طرح ہے جیسے کوئی مضبوط عمارت ہو کہ اس کے حصے باہم ایک دوسرے سے جڑے ہوئے مضبوط اور وحدت ہیں" اور یہ کہ "وہ ایک جسم انسانی کی طرح ہیں کہ اس کے کسی عضو کو تکلیف ہوتی ہے تو جسم کے سارے اعضاء اس کے احساس تکلیف میں بخار اور ...... بے خوابی میں شریک ہوتے ہیں۔"

لیکن افسوس کہ اس وقت مسلمان اس سلسلہ میں سخت کوتاہی کا شکار ہو رہے ہیں' ماضی میں بھی ان سے اس سلسلہ میں کوتاہی ہوئی تھی' اگر ماضی میں ان سے اس طرح کی کوتاہی سرزد نہ ہوئی ہوتی تو اندلس سے ان کی جلاوطنی کا وہ اندوہناک حادثہ پیش نہ آتا جو ان کے شاندار اور پر عظمت تاریخ رہنے اور یورپ میں ان کے رعب و دبدبہ قائم ہونے اور صدیوں باقی رہنے کے باوجود پیش آیا۔

حکومت اندلس کے آخری ایام میں مسلم معاشرہ جس زوال کا شکار ہوا۔ آج متعدد ممالک میں مسلمانوں کی صورت حال اس سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہے' ان پر چاروں طرف سے دشمنان اسلام کی یلغار ہے وہ ان کی اسلامی شان و شوکت کا خاتمہ کرنے اور ان کے اسلامی تشخصات و امتیازات کو مٹانے کے درپے ہیں جس سے ان کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمان اپنی تہذیب و تمدن' کلچر و ثقافت حتیٰ کہ اپنے افکار و نظریات تک سے دستبردار ہو جائیں اور اپنا وطن چھوڑ کر کہیں اور جا بسیں' یا پھر ظلم و تشدد کا نشانہ بن کر اور مخالفانہ کارروائیوں اور جبر و زیادتی کے اثر سے اپنا تشخص کھو دیں اور ان کا وجود بحیثیت ایک ملت کے ختم ہو جائے۔

دشمنان اسلام اس ناپاک مقصد کی تکمیل کے لئے مدتوں سے کوشاں ہیں' لیکن اسلام کا (جو اللہ تعالیٰ کا دائمی اور ابدی دین ہے) یہ ایک معجزہ ہے کہ اسلامی روح اور جذبہ ایمانی مسلمانوں کے دلوں میں برابر جاگزیں رہا ہے اس نے ان کو کسی بھی ظلم و تشدد کے آگے سر تسلیم خم نہ کرنے دیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید کی امید میں ان روح فرسا مظالم کے آگے صبر و استقامت کا انہوں نے بڑا ثبوت دیا اور جیسے ہی ظلم و تشدد کے شعلے ٹھنڈے پڑے فوراً ہی ان میں روح ایمانی کی خوابیدہ چنگاری بھڑک اٹھی' چنانچہ سوویت ممالک میں مسلم جمہوری آئین کے حقیقی وفادار اور اسلام کے سچے مخلص بنے رہے اور نہ صرف یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکام و اوامر اور رسول اکرم ﷺ کی لائی ہوئی شریعت پر عمل پیرا رہے بلکہ خفیہ طور سے اس امانت کو اپنے سینوں سے لگائے رہے۔ اس پر مزید یہ کہ چیچنیائی اور بوسنیائی مسلمانوں نے بھی پوری جوانمردی اور شجاعت اور بہادری کا ثبوت دیا اور اپنے دشمنوں کے سامنے ڈٹے رہے' اگر برادران اسلام نے ان کا تعاون کیا ہوتا اور ان کے دکھ درد کو محسوس کرنے میں ان کے برابر کے شریک رہے ہوتے اور حتی المقدور ان کے استحکام کی کوشش کرتے رہتے تو اس سے نہ صرف یہ کہ ان کی طاقت و ہمت اور ثابت قدمی و اولوالعزمی میں اضافہ ہوتا اس طرح وہ جن خطرات میں گھرے ہوئے ہیں ان کا وہ پوری جوانمردی و جانبازی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہیں گے۔ اور اپنے اس عظیم کردار سے اسلام اور مسلمانوں کے لئے ایک مضبوط اور آہنی قلعہ ثابت ہوں گے۔

بلاشبہ مسلمانوں نے ایک حد تک اس ذمہ داری کو نبھایا اور دنیا بھر میں پھیلی ہوئی مسلم برادریوں نے اتحاد و اتفاق کا ایسا مظاہرہ کیا جس سے مسلمانوں کے مسائل و مشکلات کو حل کرنے میں خاصی مدد ملی اور اس کے بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے کہ فلسطینی و افغانی' صومالی' فلپائنی' مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق ہی کے نتیجہ میں ان میں مصائب و مشکلات کا مقابلہ کرنے اور سختیاں برداشت کرنے کی جرات و ہمت پیدا ہوئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے استحکام و ثابت قدمی کی راہ میں عربوں نے ایک بے نظیر کارنامہ اور قابل قدر و لائق تعریف خدمات انجام دی ہیں اور انہیں کے دم قدم سے بہت سے مظلوم و مقہور اور اپنے حقوق سے محروم طبقوں کو دشمنوں کے زبردست حملوں کے باوجود اپنے حقوق کی حفاظت اور اپنے اسلامی تشخص و امتیاز پر قائم رہنے کا حوصلہ پیدا ہوا۔

انہیں تمام کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اس وقت تمام مسلم طبقوں میں اور خصوصاً" تعلیم یافتہ حلقوں میں اسلامی بیداری کی ایک لہر دوڑنا شروع ہو گئی جس کی وجہ سے وہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ ہی کو اپنے لئے حرز جاں تصور کرنے لگے ہیں' اور اس سے رشد و ہدایت کی روشنی اسی طرح حاصل کرنے لگے ہیں جس طرح ان دینی پیشواؤں اور مسلم مفکرین و مصلحین سے رہنمائی حاصل کرتے ہیں جو اسلامی جذبات و احساسات کو بیدار کرنے اور دینی و روحانی غذا فراہم کرنے کی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مغرب اپنے اسلام دشمن و کینہ پرور شاگردوں کے ذریعہ اسلامی وقار کو مجروح کرنے کے لئے جو کوشش کررہا ہے اس کے نتیجہ میں تعلیم یافتہ نوجوانوں میں ایک پر اثر رد عمل کا اظہار ہو رہا ہے' فرزندان اسلام کا یہ آپسی تعاون ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی و حسن سلوک یقیناً" اسلامی بیداری کے لئے مزید تقویت کا باعث ہو گا اور ان کا یہ ربط و تعلق اور باہمی نصرت و امداد کا دائرہ جتنا وسیع مضبوط تر ہوگا۔ اتنے ہی بہتر اور خوشگوار ثمرات و نتائج پورے عالم اسلام پر مرتب ہوں گے۔

یہ حقیقت کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ آج مسلمان سامراجی ظلم و ستم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ ان دشمنوں کا اصل مقصد مسلمانوں کو تباہ و برباد کرنا نہیں بلکہ مذہب اسلام اور اسلامی تشخصات و امتیازات کو مٹانا ہے یہی عصر حاضر کا سب سے بڑا خطرہ اور چیلنج ہے جس کا مقابلہ کرنا وقت کا سب سے اہم اور اولین فریضہ ہے' اس فریضہ کو انجام دینے کے دو ہی طریقے ہیں' پہلا طریقہ تو یہ ہے کہ دشمنوں کے ذہنی و فکری غلبہ و تسلط کا مقابلہ مادی وسائل و ذرائع سے کیا جائے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں میں اسلام کی اساسی و بنیادی تعلیمات کو اس طرح جاگزیں کیا جائے کہ ان میں اسلام کی عطا کردہ تہذیب و تمدن' افکار و نظریات پر فخر کرنے کا جذبہ اس حد تک کار فرما ہو جائے کہ مسلم تعلیم یافتہ طبقہ دشمنان اسلام کی طرف سے ہونے والے ذہنی و فکری حملوں کو روکنے اور اسکا مقابلہ کرنے کے لئے انہیں ٹھوس اور مضبوط بنیادوں پر محاذ آراء ہو۔

ایک لمحہ کے لئے بھی ہمیں یہ حقیقت فراموش نہ کرنا چاہئے کہ دشمنان اسلام اور شرپسند طاقتوں کی تعداد مسلم طاقتوں سے کہیں زیادہ ہے لہٰذا اب اگر مسلمانوں نے حکمت عملی اور سمجھوتے کے ساتھ اپنی کوششوں کو آگے نہ بڑھایا تو پھر جن خطرات میں گھرے ہوئے ہیں اس سے چھٹکارا نہ حاصل کر سکیں گے۔

○

بقیہ، مسلم خواتین کی ذمہ داریاں

کے اختیار کرنے سے کتنے ہی روکنے کی کوشش کرتے' اور کتنی ہی موثر اور بلیغ تقریریں کی جاتیں" اسلامی معاشرہ رومی و ایرانی تمدن اور طرز معاشرت اور اس کی نقالی سے بچ نہیں سکتا' علماء و واعظین' حکام و سلاطین' اخلاقی احتساب کرنے والے ذمہ دار' فوجی کمانڈر اور افسران بھی اسلامی معاشرہ' اسلامی شخصیت اور اسلامی تہذیب و تمدن کی حفاظت نہیں کرسکتے تھے ان خواتین کا اسلامی تشخص کی حفاظت ہی نہیں' بلکہ اسلامی وجود کی بقا میں بھی بڑا حصہ ہے۔

اب بھی اگر کوئی طاقت مغربی تہذیب کی نقالی' اور یہی نہیں بلکہ نئی ابھرنے والی اور تیزی سے پھیلنے والی ہندو تہذیب کے مسلم معاشرہ میں رائج اور مقبول ہونے سے بچاسکتی ہے' جو (ایک خاص دیومالائی نظام رکھنے اور اسلامی بنیادی عقائد سے متصادم ہونے کی بناء پر) زیادہ خطرناک ہے' تو وہ ہماری ان بہنوں اور مسلمان خواتین کی صحیح دینی تعلیم' ایمانی و دینی تربیت اور اسلامی اخلاق سیرت کو دوسرے قوموں کے اخلاق و سیرت پر ترجیح دینے ہی سے ممکن ہے۔

یہ حقیقت طبقہ نسواں میں دینی تعلیم و اسلامی تربیت کے انتظام کی ضرورت کی ایک اہم وجہ و محرک ہے' ہم خدا کا شکر ادا کرتے ہیں کہ زنانہ دینی مدارس اور جامعات قائم ہو رہے ہیں' وہ ان مقاصد کے حصول کے لئے ایک موثر' دانش مندانہ اور تعمیری قدم ہے' جس سے تہذیبی ارتداد (اور اس سے بڑھ کر نئی نسل کے اعتقادی انقلاب سے) مسلمانوں کی نئی نسل کو بچایا جاسکتا ہے' اور اس کے مقابلہ کرنے کی صلاحیت پیدا کی جاسکتی ہے' اور اگر اس مخلصانہ اور دانشمندانہ کوشش کا سلسلہ جاری رہا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت غیبی کی امید بھی کی جاسکتی ہے۔ وصدق اللہ العظیم

ان تنصرو اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

(اے مسلمانو!) اگر تم اللہ کے دین کی نصرت کرو گے' تو اللہ تمہاری نصرت (مدد) فرمائے گا' اور تمہارے قدموں کو جمادے گا۔

○○○

قسط ۶

حیاتِ عیسیٰ علیہ السلام

مولانا محمد اشرف کھوکھر

حضرت ابن عباسؓ کی صحیح روایت میں ہے **قبل موته ای قبل موت عیسی علیه السلام** علاوہ ازیں تفسیر ابن جریر ص ۱۴ ج ۶ ' فتح الباری شرح صحیح بخاری ص ۲۸۱ جز ۱۳ ابن کثیر ص ۲۳۱ ج ۳ سبھی مذکورہ آیت کے معنی یہ کرتے ہیں کہ "نہیں کوئی اہل کتاب مگر البتہ ضرور ایمان لائیں گے عیسیٰؑ پر عیسیٰؑ کے مرنے سے پہلے" شیخ نصیر احمد صاحب صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں کہ "مسیحؑ کی موت سے پہلے تمام اہل کتاب اس پر ایمان لے آویں گے لیکن حضرت مرزا صاحب ان کے معنوں کی نفی کرتے ہیں۔"

شیخ صاحب! اگر عاقی خدا کے متنبی قادیان نے قرآن و حدیث میں تحریف کی اور تمام اہل علم کے خلاف موت مسیحؑ قبل نزول ثابت کرنے کی ناپاک جسارت کی تو کم از کم آپ کو عقل سے کام لینا چاہئے تھا۔ آپ نے بھی قرآن و حدیث کا انکار کر دیا اور وفات عیسیٰؑ ثابت کرنے کی سعی لا حاصل کی حالانکہ حیات مسیحؑ روز روشن کی طرح عیاں ہے۔

ناظرین! شیخ نصیر احمد صاحب نے ص ۲۳ اور ۲۴ پر سورہ نساء کی آیت **وقولهم انا قتلنا المسيح عيسى ابن مريم رسول الله وما قتلوه وما صلبوه.........يكون عليهم شهيدا**"O ثبوت وفات عیسیٰؑ کے لئے لائے ہیں۔ حالانکہ اس سے تو "حیات عیسیٰ علیہ السلام" ثابت ہے اب اس کا صحیح ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

(ترجمہ) "اور ان کے اس قول کے سبب بھی کہ انہوں نے کہا کہ بے شک ہم نے مسیح بن مریمؑ رسول اللہ کو قتل کر ڈالا اور انہوں نے نہ تو اسے قتل کیا اور نہ سولی پر چڑھایا"۔ یہ آیت نفی صلیب کے لئے نص صریح اور دلیل قطعی ہے۔ اس کا منکر کافر ہے۔ مزید تفصیل دوسری آیت کے زیر عنوان ملاحظہ کیجئے!

پانچویں آیت:

رسالہ "تمیں آیات" مرتبہ شیخ نصیر احمد کے صفحہ ۲۸۔۲۹ پر موصوف نے آیت **ما المسيح ابن مريم الا رسول قد خلت من قبله الرسل وامه صديقة كانا ياكلان الطعام** (۔سورہ مائدہ) کو نقل کر کے وفات مسیحؑ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس آیت کی تفصیلی بحث "حیات عیسیٰؑ پر مرزائیوں کا مضحکہ خیز اعتراض اور اس کا جواب" کے زیر عنوان لکھ چکے ہیں۔

ناظرین! یہ آیت رد الوہیت عیسیٰؑ اور مریمؑ ہے نا کہ وفات عیسیٰ علیہ السلام کی دلیل ہے۔ شیخ صاحب نے ازالہ اوہام طبع اول ص ۳۶۷۔۳۷۶ نقل کر کے مزید طبع سازی کی اور وفات عیسیٰؑ کے ثبوت میں مذکورہ آیت پیش کی۔ سبحان اللہ! لگتا ہے شیخ صاحب کو بھی عقل و فہم سے کچھ حصہ نہیں ملا ہے۔

ناظرین! اس آیت میں اللہ رب العزت نے حضرت عیسیٰؑ اور آپ کی والدہ صدیقہؑ کے متعلق باوجود ان کے بہت سی اشیاء کے محتاج ہونے کے صرف ایک امر احتیاج طعام کا ذکر کیا ہے۔ اس کی وجہ صرف احتیاج ثابت کرنے کا ہے نہ کہ حاجات کے گننے کا۔ مدعا کے اثبات کے لئے ایک امر کا بیان کافی ہوتا ہے۔

ناظرین! اس بیان سے آپ سمجھ جائیں گے کہ اس ذکر احتیاج کو زندگی یا موت سے کچھ بھی تعلق نہیں کیونکہ اس کا ذکر خواہ محتاج کی زندگی میں کیا جائے خواہ اس کی موت کے بعد مقصود ہر دو صورت میں یکساں حاصل ہے پس شیخ صاحب کا اس آیت کو عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے لئے نص صریح کہنا عجیب قسم کی بے سمجھی ہے!

اب ایک مثال ملاحظہ فرمائیں! ہم کہتے ہیں کل زید اور بکر میرے پاس دونوں آئے تھے لیکن آج نہیں آئے تو کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ جو وجہ زید کے آج نہ آنے کی ہے وہی بکر کے نہ آنے کی بھی ہے؟ ہرگز ایسا نہیں ہے۔ ایسا استدلال شیخ صاحب کی نازک خیالی ہے یا علوم رسمیہ سے کورا ہونا! بہر صورت من گھڑت ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ ضروری نہیں ہم تسلیم کر لیں کہ عیسیٰؑ آسمان پر کھانا نہیں کھاتے کیونکہ کہہ سکتے ہیں کہ ان کو جنت سے کھانا پہنچتا ہے۔ اگر کھانا نہ کھانا مان بھی لیں تو بوجہ آسمانی رہائش اور ملائکہ کی صحبت کے ان کا مایۂ حیات ذکر و عبادت الٰہی ہے۔ مزید تفصیل کے لئے گزشتہ سطور کی طرف رجوع کریں۔

چھٹی آیت:

شیخ نصیر احمد صاحب نے قرآن و حدیث اور اجماع امت سے انکار کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کرنے کے لئے چھٹی آیت رسالہ "تمیں آیات" کے صفحہ ۳۰ تا ۳۳ تک ازالہ اوہام

طبع اول ص ۴۰۵ کی عبارت پر ملمع سازی کی اور پھر اللہ رب العزت کے بے پایاں' بے کنار سمندر علم و حکمت کو چلوؤں سے ناپنے کی سعی لاحاصل کی۔ "حیات عیسیٰ الان" کو سنت اللہ کے خلاف قرار دیا۔ تفصیلی جواب سے پہلے "سنت اللہ" کے مفہوم کو سمجھنا ضروری ہے۔

سنت اللہ:

ہمارے فہم و ادراک کی پرواز محدود ہے' ہم اس کارخانہ قدرت کے انتظام کے سلسلہ پر نظر کرکے کسی امر کو سنت اللہ قرار نہیں دے سکتے۔

مشاہدہ:

جس طرح ہماری آنکھ میں اتنی قوت نہیں کہ وہ بیرونی محرک روشنی کے بغیر کچھ دیکھ سکے عین اسی طرح ہماری سوچ اور عقل ایک حد تک ہے ہم اپنے مشاہدہ کی بناء پر کسی امر کو سنت اللہ نہیں کہہ سکتے۔ **ان اللہ علی کل شیئی قدیر** اب سوال یہ ہے کہ جس امر کو ہم نے سنت اللہ قرار دیا ہے آیا اس کے متعلق اللہ رب العزت اور اس کے رسول آخرین محمد رسول اللہ ﷺ نے سنت اللہ کہا ہے یا نہیں؟ کیا ہم اس کی مخلوقات کا احاطہ کرچکے ہیں؟ اور اللہ رب العزت کی قدرت کے اسرار کو اور اس کے نظام کو کامل طور پر سمجھ چکے ہیں؟۔ قرآن و حدیث سے واقف اور نظام قدرت پر صحیح نظر رکھنے والا یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوگا کہ ہم اپنے خود ساختہ قواعد کو سنت اللہ ہرگز نہیں کہہ سکتے کیونکہ عجائبات قدرت انسان کے احاطہ علم سے باہر ہیں۔ **ومایعلم جنود ربک الا ھو** (مدثر پ۲۹) یعنی تیرے رب کے لشکروں کو اس کے اپنے سوا کوئی نہیں جانتا۔ **وما اوتیتم من العلم الا قلیلا"** (بنی اسرائیل پ۱۵) یعنی تم کو تو صرف تھوڑا سا علم عطا کیا گیا ہے مذکورہ بالا آیات کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ **ولن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا"** (فتح پ۲۶) یعنی "خدا کی روش سنت بدلا نہیں کرتی"

اس کے دیگر نظائر کی تفسیر یہ ہے کہ ان آیات میں سنت اللہ سے مراد انبیاء کی نصرت اور ان کے دشمنوں کی تکذیب اور خذلان اور ناکامی مراد ہے۔ اس امر کی نسبت اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میری یہ قدیمی روش ہے اسمیں تبدیلی نہیں ہوگی۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں یہ آیات وارد ہوئی ہیں اگر طالب مشتاق ان مواقع کو نکال کر ماقبل ومابعد کو بنظر غور دیکھے تو ساتھ ہی انبیاء کی نصرت اور ان کے دشمنوں کی ناکامی اور ان پر خدا کی مار اور پھٹکار کا ذکر موجود ہوگا۔ پس قاعدہ نظم و ارتباط قرآن مجید اس کو مجبور کردے گا کہ اس جگہ سنت اللہ سے مراد پیغمبروں کی نصرت اور ان کے دشمنوں کی تعذیب و خذلان کو تسلیم کرے۔

شیخ صاحب صفحہ ۳۰ پر **وما جعلنھم جسد الا یاکلون الطعام** (سورۃ الانبیاء) مسیح کی وفات کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ "جبکہ کوئی جسم خاکی بغیر طعام کے نہیں رہ سکتا یہی سنت اللہ ہے تو پھر مسیح کیوں اب تک بغیر طعام کے زندہ موجود ہیں؟"

قارئین محترم مذکورہ آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ "ہم نے انبیاء کو ایسا جسم نہیں بنایا جو کھانا نہ کھائیں" گزشتہ آیات میں کان ماضی کے لئے ہے جس کے معنی یہ ہیں کھانا کھایا کرتے تھے جو منافی الوہیت ہے جس کا ہم تفصیلا" ذکر کرچکے ہیں اور اسی لئے یہ دوسری آیت بھی الوہیت کو باطل کرنے کے لئے ہے ان کو موت و حیات عیسیٰ علیہ السلام سے کوئی تعلق نہیں۔ دوسرا یہ کہ شیخ صاحب اور مرزا صاحب کو کیسے معلوم ہوا کہ عیسیٰ آسمان پر کھاتے پیتے نہیں اول تو ان کی غذا تسبیح و تحلیل ہے۔ رئیس المکاشفین حضرت عبدالوہاب شعرانی الیواقیت والجواہر ص ۱۴۶ ج۔۲ میں یوں رقم طراز ہیں "اگر کہا جائے کہ عیسیٰ کا زمانہ رفع میں کھانے پینے سے مستغنی ہونے کا کیا جواب ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **ما جعلنھم جسدا لا یاکلون الطعام** جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طعام کو زمین پر معیشت پوری کرنے کے لئے قوت بنایا ہے کیونکہ یہاں اس پر گرم اور سرد ہوا مسلط ہے اس کے بدن کو تحلیل کرتی ہے جب تحلیل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ غذا سے اس کا عوض پیدا کرتا ہے اس زمین میں اس کی یہ عادت جاری ہے لیکن وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے آسمان پر اٹھالیا اس کو اپنی قدرت سے نوازتا ہے اور کھانے پینے سے بے پرواکرتا ہے جیسے فرشتوں کو بے پرواکیا پس اس وقت اس کا طعام تسبیح اور پانی اس کا تحلیل ہوگا جیسے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں کہ مجھ کو اللہ تعالیٰ کھلا پلا دیتا ہے اور حدیث میں مرفوعا روایت ہے کہ دجال سے تین برس پہلے قحط پڑے گا۔ الخ اسی حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ اس وقت جب مسلمانوں کے پاس کھانے پینے کو کچھ نہ ہوگا کیا حال ہوگا؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ "ان کو کفایت کرے گا وہ کھانا جو آسمان والوں کو کفایت کرتا ہے یعنی تسبیح و تقدیس"

شیخ صاحب! مرزا صاحب نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ ایک غذا کے بدلنے سے فوت ہونا لازم آتا ہے۔ روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ تمام حیوان ماں کے پیٹ میں خون سے پرورش پاتے ہیں اور خون ہی ان کی غذا ہوتا ہے جب ماں کے پیٹ سے باہر آتے ہیں تو صرف دودھ ان کی غذا ہوتی ہے۔ جب اس سے بڑے ہوتے ہیں تو اناج' گھاس اور میوہ جات ان کا طعام اور غذا ہوتے ہیں کیا کوئی باہوش آدمی کہہ سکتا ہے کہ ماں کے پیٹ سے باہر آکر انسان یا دیگر

باقی ص ۲۲ پر

دانت دُرست "تن" دُرست

دانتوں کی صفائی اور مسوڑھوں کی صحّت کے لیے انتہائی موثّر نباتاتی

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

اچھی صحت کا دار و مدار صحت مند دانتوں پر ہے. اگر دانت خراب ہوں یا عدم توجہی کے باعث گر جائیں تو انسان دُنیا کی بہت سی نعمتوں اور لذّتوں سے لُطف اندوز نہیں ہوسکتا. زمانۂ قدیم سے صحتِ دندان کے لیے انسان درختوں کی شاخیں بطور مسواک استعمال کرتا آیا ہے. ہمدرد نے تحقیق و تجربات کے بعد دارچینی، لونگ، الائچی اور صحتِ دہن کے لیے دیگر مفید نباتات کے اضافے کے ساتھ مسواک ٹوتھ پیسٹ" تیار کیا ہے جو دانتوں کو صاف اور سفید رکھنے کے ساتھ مسوڑھوں کو بھی مضبوط، صحت مند اور محفوظ رکھتا ہے.

سارے گھر کا ٹوتھ پیسٹ

مسواک ہمدرد پیلو ٹوتھ پیسٹ

مسواک کے قدرتی خواص صحتِ دنداں کی مضبوط اساس

ہمدرد

مدینۃ الحکمۃ تعلیم، سائنس اور ثقافت کا عالمی منصوبہ

Adarts-HMPT-22/95

حقائق ہیں تماشائے لب بام نہیں

پاکستان ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو دنیا کے نقشے پر مسلمانوں کا ایک مضبوط قلعہ بن کر ابھرا۔ اس اسلامی ملک کو بنانے کا مقصد یہ تھا کہ یہاں اسلام کا بول بالا ہو لوگ اسلامی اصولوں کے مطابق اپنی زندگی گزاریں جہاں کا قانون اسلام کی نمائندگی کرتا ہو اور اسی مقصد کی خاطر بزرگوں نے جوانوں نے ماؤں نے بہنوں نے اپنی زندگیوں کی قربانی دی۔

۱۹۴۷ء سے لے کر ۱۹۹۷ء تک دشمنوں نے پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے نہایت مکروہ چالیں چلیں۔ جس میں سے سب سے اہم چال یہ تھی کہ مسلمانوں کے اخلاق اقدار' معاشرتی اطوار ایمانی جذبہ' مشرقی حیاء تہذیب و تمدن جو دوسری تمام اقوام سے افضل ہے نیست ونابود کردیا جائے۔ مسلمان ہر لحاظ سے پیچھے رہ جائیں مسلمان اپنے آباؤ اجداد کی تاریخیں بھول جائیں اور مسلمان نوجوان اپنا اصل نصب العین بھول جائیں۔ کیونکہ آج بھی مسلمان پورے عالم میں سمجھ شعور اور علم میں سب سے آگے ہیں اور یہ دولتیں ایمان کے ثمرات میں سے ہیں۔ چنانچہ اپنے اس ناپاک مقصد کے حصول کی خاطر یہود و نصاریٰ نے مسلمان نوجوان کے رگ و پے میں ٹی وی' وی سی آر اور ڈش انٹینا جیسی لعنتوں کا زہر بھردیا۔ اور یہ زہر اس قدر تیزی سے پھیلا کہ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی خوش نصیب گھر ایسا ہو جو اس لعنت سے دور ہے اور اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کرسکتا ہے کہ جس گھر میں یہ لعنت داخل ہوئی ہے۔ وہاں کے مسلمان دینی اور دنیاوی لحاظ سے پستی کی جانب نہ گئے ہوں۔ مسلمان نوجوان اپنی تہذیب و ثقافت چھوڑ کر یہود و نصاریٰ کی تہذیب و ثقافت میں گرفتار ہوگئے۔ اور اس بات کا اظہار اقبال کے اس شعر سے ہوتا ہے کہ۔

شور ہے ہوگئے دنیا سے مسلمان نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلمان موجود
وضع میں تم ہو نصاریٰ اور تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

عورتوں نے حیاء کی پاک چادریں اتار کر بے حیائی اور بے شرمی کا لبادہ زیب تن کرلیا ہے۔ گھر کی چار دیواری توڑ کر مردوں کے مقابل آن کھڑی ہوئی ہیں بقول شاعر۔

زیشان حیدر...... کراچی

پھیلی ہوئی ہے شہر میں عریانیت کی آگ
تہذیب کے بدن سے قبا کون لے گیا
نئی تہذیب نے وہ پیرہن بخشا ہے جسموں کو
کہ چھپ کر لاکھ پردوں میں عریانی نہیں جاتی

چھوٹوں کا بڑوں سے انداز گفتگو بدل گیا رقص و سرور کی محفلیں جاری ہیں۔ ہمارا اپنے اسلاف پر سے اعتماد اٹھتا جارہا ہے۔ مسلمانو! یہود و نصاریٰ ہمارے دشمن تھے اور ہیں ان کے عزائم سے متعلق رسالہ "ٹی وی کی تباہ کاریاں" میں صفحہ نمبر ۱۹ میں ایک واقعہ درج ہیں وہ یہ کہ "یہ بات ان کے علم میں اور تجربہ میں ہے کہ جہاد کے میدان میں باوجود آلات حرب کی فوقیت کے ہم مسلمانوں سے نہیں جیت سکتے لہٰذا انہوں نے مسلمانوں کو اخلاقیات اور کلچر کے میدان میں شکست فاش دینے کا عزم کیا ہے۔ اسلامی معیشت' معاشرت اور اخلاقیات کو ختم کرنے کے لئے ٹیلی ویژن ایک زہر قاتل آلہ ہے۔ جس سے باقاعدہ خاص ترتیب اور مذاق کے پروگرام دکھانے نے نہ صرف موجودہ نسلوں کے جوان اور بوڑھے بلکہ بچے تک غیر شعوری طور پر اسی طرز زندگی اور ان ہی اخلاق قدروں کو اختیار کرنے پر مجبور ہوجاتے ہیں۔ جوان کے سامنے متحرک اور رنگین تصویروں میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ زندگی کے جو تجربے آنکھ اور کان دونوں کے ذریعے خصوصاً" نوجوان اور بچوں کے دل و دماغ میں نقش ہوجاتے ہیں وہ اتنے دیرپا ہوتے ہیں کہ زندگی بھر وہ شعوری اور غیر شعوری طور پر ان سے متاثر ہوتے رہتے ہیں۔"

مسلمانو! اس عبارت کو بغور پڑھو اور سوچو کہ غیر مسلموں نے ہمارے نوجوانوں کو تباہ و برباد کرنے کا منصوبہ کس قدر کھلے عام بیان کردیا ہے۔ سوچو کہ قیامت کے روز ہم سب خدا کے حضور کس منہ سے کھڑے ہوں گے۔ خدا نے تو ہماری یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ ہم دوسروں کو خیر کی دعوت دیں۔ لیکن ہم تو خود شر کی جانب بھاگ رہے ہیں۔ بھائیو! سوچو کہ ہم آنے والی مسلمان نسلوں کو تباہی کا کس قدر خوفناک تحفہ دے رہے ہیں۔ ہمیں اپنے گھروں کو اس فتنے سے پاک کرنا ہوگا جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورۃ لقمان میں کیا ہے کہ:

"اور لوگوں میں بعض ایسے ہیں جو بے ہودہ حکایتیں خریدتے ہیں تاکہ لوگوں کو صحیح خدا کے راستے سے گمراہ کریں"

(طوالت کے پیش نظر تشریح ممکن نہیں کتاب "ٹی وی کی تباہ کاریاں" صفحہ ۲۵ دیکھ لیا جاوے)

اس کے علاوہ ٹی وی کی پالیسی کے بارے میں ماہنامہ البلاغ شمارہ اگست ۱۹۹۰ء میں "اہم تحقیق بابت پروگرام و پالیسی پاکستان ٹی وی" کے عنوان سے ایک مکتوب شائع ہوا۔ اس میں پاکستان ٹی وی کی یوم تاسیس سے چند ماہ پیشتر ہونے والی ایک خصوصی نشست بلائی گئی تھی۔ جس میں پاکستان دین و شریعت کے متعلق قرآن و سنت کے احکام کی توہین

کی گئی ہیں۔ اس میں کراچی (پی ٹی وی) کے جنرل میجر اول نے کہا کہ:

"آپ کا دوسرا اہم مقصد یہ ہوگا کہ قوم اور پہلے متوسط طبقے کو فرسودہ مذہبی تصورات سے آزاد کرائیں اور اس مقصد کو اس خوبی سے سرانجام دیں کہ لوگوں کو شعوری طور پر اس کا پتہ نہ چلے کہ آپ نئی نسل کو مذہبی اثرات سے پاک کرنے کی مہم چلا رہے ہیں۔ اگر آپ نے یہ کام کرلیا تو یاد رکھئے کہ ہم ہمیشہ کے لئے مذہبی جنونیوں اور ملاؤں سے اپنی معاشرت اور سیاست کو پاک کردیں گے۔

ہم یہ چاہتے ہیں کہ ٹی وی اور ریڈیو سے ایسے افراد بحیثیت عالم دین اور جدید مفکر کی حیثیت میں پیش کرسکیں جو مذہب کے ٹھیکیدار بنے ہوئے ہیں۔ آپ کو مذہب کی خرافات سے معاشرہ کو نجات دلانے کا کام کرنا ہے"

مسلمانو! غور کرو اپنے گریبانوں میں جھانکو ہمیں کس طرح اس لعنت میں پھنسا کر پستی میں گرایا جارہا ہے۔ غور طلب بات ہے کہ رمضان المبارک جیسے بابرکت مہینے میں بھی ٹی وی سے گانے نشر ہوتے ہیں۔ منصوبہ بندی جیسے بے ہودہ اشتہارات اور فحاشی والے ڈرامے دکھائے جارہے ہیں۔ اور ایسی بے ہودہ عریانی سے بھرپور فلمیں دکھائی جارہی ہیں۔ جو سب جانتے ہیں لیکن کوئی پوچھنے والا نہیں حتیٰ کہ ارباب اقتدار بھی اس اہم مسئلہ کی جانب سے منہ موڑے بیٹھے ہیں اور ادھر یہ دیمک نوجوانوں کی جسمانی اور روحانی صحت کو کھوکھلا کررہی ہے۔

اس مسئلہ کی جانب ہم نے ہی کوئی پیش رفت کرنی ہوگی ہم نے ہی گلیوں کوچوں سے فلموں کا ناجائز کاروبار بند کرنا ہوگا ہم نے ہی نوجوان نسل کو تباہی سے بچانا ہوگا انہیں واپس دین اسلام کی جانب لانا ہوگا۔ ہم نے ہی ان کی تعمیر کرنی ہوگی بقول شاعر

خامیاں تعمیر میں چھوڑیں تو کل ان کا سبب
پوچھے گا ماں باپ سے ہر نوجواں بگڑا ہوا

ان کی بنیادوں کو اسلامی سانچے میں ڈھالنا ہوگا عورتوں کو مشرقی لبادہ اوڑھنا ہوگا۔ بقول شاعر

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ
روش مغربی ہے مدنظر
وضع مشرق کو جانتے ہیں گناہ
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

ہمیں اپنا مضبوط گھر بنانا ہوگا۔ ہماری فلاح کی راہ تو دین اسلام ہے۔ ہمیں اسی راہ پر چلنا ہوگا۔ اگر اب بھی ہم آنکھیں نہ کھولیں اور اس بے دینی' عریانیت سے زہر آلود اور فواحش و منکرات کی فضاء کو دور نہ کیا تو ہمارے نوجوان یہود و نصاریٰ کے ایسے قفس میں قید ہوجائیں گے جہاں سے واپسی کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ ہماری نسل کی بقا داؤ پر ہے۔ ہمارا مستقبل خطرے کی جانب بڑھ رہا ہے۔ ہمیں پھر کسی محمد بن قاسم کی ضرورت ہے۔ جو مئے توحید لے کر صفت جام پھرے مسلمانوں آؤ کہ متحد ہو کر اس سازش کو ناکام بنادیں' مسلمانوں! خدا ہمارے ساتھ ہے بقول شاعر

نور حق شمع الٰہی کو بجھا سکتا ہے کون
جس کا حامی ہو خدا اسکو مٹا سکتا ہے کون

بقیہ: مناسکِ حج

بڑی غلطی ہے۔

حج مبرور کی سعادت حاصل کرنا بہت بڑی خوش نصیبی ہوتی ہے لیکن یہ اس صورت میں حاصل ہوسکتی ہے جب حج کی عبادت چھوٹی اور بڑی ہر قسم کی غلطیوں سے مبرا ہو۔ صرف یہ خیال کرلینا کہ ہم نے تو حاضری دینی ہے قبول کرنے والی ذات اللہ کی ہے اپنی جگہ بجا سہی۔ لیکن بلانے والے کی رضا صرف اس صورت میں حاصل کی جاسکتی ہے جب سرکار دو جہاں ﷺ کے بتائے ہوئے طریقوں سے مناسک حج کی ادائیگی کی جائے اور ہر قسم کی ممنوعات سے بچا جائے۔ پڑھے لکھے عازمین حج پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ نہ صرف خود مناسک حج کے بارے میں سیکھیں بلکہ کم پڑھے لکھے ہم سفروں کی بھی مدد کریں۔

○○○

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
شاپ نمبر ایف - ۹۱ - صرافہ
میٹھادر کراچی فون ۔ ۷۳۵۵۴۳۰

آخری قسط

مُرتدین کے خلاف حضرت ابوبکر صدیقؓ کا اقدام

پروفیسر ڈاکٹر ولی محمد' رحیم یار خان

گویا خلیفۃ النبی ﷺ نے یہ عملاً ثابت کردکھایا کہ منافقین و مرتدین کے خلاف اگر کوئی بھی نہ نکلے تو وہ تنہا تمام عالم عرب کے مقابلہ کے لئے میدان کارزار میں نکلیں گے' اور حضرت علیؓ نے تمام صحابہؓ کی نمائندگی کرتے ہوئے یہ واضح کردیا کہ ہم سب خلیفۃ النبی ﷺ کے لئے اسی طرح وفادار و جان نثار ہیں جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لئے تھے لہٰذا اپنی جانیں ارزاں کریں گے اور خلیفۃ النبی ﷺ کی ذات پر کوئی گزند نہیں پہنچنے دیں گے' غرض اسلامی لشکر وادی ذی القصہ میں جمع تھا آپ نے لشکر کو گیارہ حصوں میں تقسیم فرمایا اور ہر امیر کو الگ جھنڈا دے کر اس کے لئے جنگ کا علاقہ متعین فرمایا اور حضرت خالد بن ولیدؓ کو سید الامراء مقرر فرمایا اور ان کا جھنڈا باندھتے وقت فرمایا:

"سمعت رسول اللہ ﷺ یقول نعم عبداللہ اخوالعشیرۃ خالدبن الولید سیف من سیف اللہ سلہ اللہ علی الکفار و المنافقین"۔ (البدایہ جلد ۶ ص ۳۱۷)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ خالد بن ولیدؓ اللہ کا بہت اچھا بندہ ہے اور خاندان والوں کا بہت ہی اچھا بھائی ہے یہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جسے اللہ نے منافقین و کفار کے خلاف سونت لیا ہے۔

یہ گیارہ کمانڈر جن کے سپریم کمانڈر خالد بن ولیدؓ تھے اپنے متعین روٹ پر آگے بڑھے اور دیکھتے ہی دیکھتے پورے جزیرۃ العرب پر چھاگئے اور علامہ حافظ ابن کثیر کے بقول:

"حتی لم یبق بجزیرۃ العرب لا اھل طاعۃ للہ ورسولہ"

حتی کہ جزیرۃ العرب میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پیروکاروں کے سوا کوئی باقی نہ رہا......

طلحہ' ام زمل' مالک بن نویرہ تمیمی اور مسیلمۃ الکذاب کے عظیم فتنے حضرت خالدؓ سیف اللہ کے ہاتھوں ہمیشہ کیلئے دفن ہوگئے۔ اسود عنسی ملعون خود تو جہنم رسید ہوگیا تھا لیکن اس کا فتنہ جو محروم قیادت ہوکر جاں بلب تھا اس میں قیس بن مکشوح اور عمرو بن معدیکرب کی بغاوت نے نئی روح پھونک دی' ان کے مقابلہ میں حضرت فیروزؓ دیلمی نے مقامی طور پر اہل ایمان کا لشکر منظم کیا ادھر حضرت مہاجر بن امیہؓ اپنا لشکر لے کر پہنچ گئے بڑی خونریز جنگ کے بعد قیس و عمرو کے لشکر جرار نے شکست کھائی' قیس و عمرو دونوں گرفتار ہوگئے جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے دوبارہ ہدایت نصیب فرمادی اور اسلام کے لئے قابل قدر خدمات انجام دیں بالآخر نہاوند کی جنگ میں دونوں شہید ہوگئے اور شجاعت و بہادری کے بے مثال کارنامے صفحات تاریخ پر ثبت کرگئے۔ ایک اور جھوٹے نبی ذوالتاج لقیط بن مالک نے بحرین میں بڑی طاقت حاصل کرلی تھی جس کے خلاف علاء بن حضرمی نے نہایت خونریز جنگیں لڑیں آخر کار اس کے فتنہ کا صفایا کرکے چھوڑا۔

یہ ہے مختصراً" جزیرۃ العرب کی داستان ارتداد اور منافقین کا فسانہ عیاری و مکاری نیز خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے نور ایمان کی تابانی جس نے نفاق عرب کے شبستان کو آفتاب ہدایت سے ہمکنار کردیا۔

خالدؓ سیف اللہ منافقین کے غیظ و غضب کا پہلا ہدف:

یہ ایک تاریخی پہیلی ہے جس کا ذکر کرنا ضروری بھی ہے اور دلچسپی سے خالی بھی نہیں' ضروری اس لئے کہ آج تک اس کی طرف کسی نے دیکھا ہی نہیں اور کسی کا دھیان سوء اتفاق سے ادھر گیا ہی نہیں اور دلچسپ اس لئے کہ اصحاب محمد ﷺ کی سیرتوں کو داغدار کرنے کے لئے منافقین کی طرف سے کس طرح افسانہ سازی اور بہتان طرازی کی جاتی ہے؟ اس کا ایک نمونہ یہ ہے ...... یہ تو آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ منافقت و ارتداد کے فتنے کی سرکوبی میں حضرت خالدؓ بن ولید کے کارناموں کو بنیادی اور مرکزی حیثیت حاصل ہے' اتنا اس میں مزید اضافہ کرلیں کہ خلیفۃ النبی ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ نے حضرت خالدؓ کو سپ

ختم نبوت
KHATME NUBUWWAT

سالاری کا پرچم عطا کرتے وقت یہ وصیت فرمائی تھی:

"جدفی امرک ولاتلن ولاتظفر باحد من المشرکین قتل فی المسلمین الا نکلات به ومن اخذت ممن حاد اللہ وضادہ ممن یری ان فی ذلک صلاحا فاقتلہ"۔ (البدایہ جلد ۶ ص ۳۱۸)

ترجمہ: اپنے کام میں پوری دلجمعی اور تندی سے عمل پیرا رہنا اور نرمی نہ برتنا اور کوئی ایسا مشرک قابو میں آجائے جس نے مسلمانوں کو قتل کیا ہو تو اسے نہایت عبرتناک سزا دینا اور اگر کوئی ایسا شخص ہتھے چڑھ جائے جس نے اللہ کا قانون توڑا ہو یا اللہ تعالیٰ کی مخالفت کی ہو اور اپنے اس طریقہ کو صحیح سمجھتا ہو تو اسے قتل کردینا۔

چنانچہ حضرت خالدؓ نے خلیفۃ الرسول ﷺ کے حسب ارشاد مجرموں کو عبرتناک سزائیں دیں۔ علامہ ابن کثیر کے بقول:

"فمنهم من حرقه بالنار ومنهم من رضخه بالحجارة ومنهم من رمى به من شواهق الجبال كل هذا ليعتبر بهم من يسمع بخبرهم من مرتدة العرب"۔ (البدایہ جلد ۶ ص ۳۱۹)

ترجمہ: وہ بھی تھے جنہیں حضرت خالدؓ نے آگ میں جلا ڈالا اور وہ بھی تھے جن کا سر بھاری پتھروں سے کچل دیا اور وہ بھی تھے جنہیں پہاڑ کی بلند چوٹیوں سے نیچے پھینک دیا گیا تاکہ مرتدین عرب میں جو ان کی خبر سنیں وہ عبرت حاصل کریں۔

منافقین کی کل تعداد تقریباً ۵۰ ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ اس میں منافقت کے بڑے بڑے سرغنہ تقریباً سب ہی کام آگئے۔ لیکن تاریخ نے کسی پر آنسو نہیں بہائے۔ "فمابکت علیهم السموت والارض" ترجمہ (زمین و آسمان میں سے ان پر کوئی آنکھ نہیں روئی) اور نہ حضرت خالدؓ کو ان کے سرداران منافقت کو سنگین سزائیں دینے پر کسی نے قابل ملامت ٹھہرایا۔ اور نہ کسی کو آگ میں جلادینے پر کسی نے اعتراض کیا اور نہ ہزاروں فٹ کی بلندی پر لڑھکا دینے پر کوئی چونکا۔ واقعی وہ اسی قابل تھے کہ ان کے ناپاک وجود سے پاک کرکے انسانی آبادی کو ان کے فتنے سے بچایا جاتا۔ اور یہی وہ خدمت تھی جو اصحاب محمد ﷺ نے انجام دی۔

وما علینا الا البلاغ

بقیہ: حیات عیسیٰ علیہ السلام

حیوانات فوت ہوجاتے ہیں؟ جب یہ واضح ہے کہ غذا کے بدلنے سے موت لازم نہیں ہوتی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی غذائے زمینی سے غذائے آسمانی کیونکر باعث موت ہوسکتی ہے؟ شیخ نصیر احمد صاحب کو کیسے معلوم ہوگیا کہ آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو طعام وغذا نہیں ملتی۔ جب قرآن مجید سے ثابت ہے کہ لگا لگایا خوان آسمان سے اترا قرآن مجید میں مفصل ذکر ہے تو پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی آسمان پر کھانا ملنا محال نہیں؟" باقی آئندہ

بقیہ: قادیانیت

دعویٰ کرتے ہوئے امام ابوحنیفہؒ سے کہا "آپ مجھے اپنی نبوت کا ثبوت پیش کرنے کا موقع دیں"

امام صاحب نے جواباً فرمایا:

"جو شخص اس سے اس کی نبوت کا ثبوت طلب کرے گا وہ بھی کافر ہوجائے گا" کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے"۔ (قادیانیت کے خلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے ص ۹۱)

○

بقیہ: گناہوں کے نقصانات

بھی کسی کی شرانگیزی کا تذکرہ کرنا جائز ہے جس کے بارے میں شرطیکہ غالب ہو کہ وہ اسے اس تکلیف اور پریشانی سے نجات دلانے میں مددگار ثابت ہوگا۔ لیکن مندرجہ بالا مستثنیات کو اپنے نفس کی خاطر اتنا بھی نہ پھیلایا جائے کہ چغلی کے گناہ ہونے کا تصور ہی ختم ہوجائے یا چغلی کو خواہ مخواہ ان مستثنیات میں داخل کرکے اپنے لئے جواز پیدا کیا جائے۔ بہر صورت انتہائی احتیاط کی ضرورت ہے۔

بقیہ: غدار پاکستان

سے ان کا چہرہ سرخ ہوگیا انہوں نے اشتعال میں آکر اسی وقت اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کے سیکرٹری وقار احمد کو لکھا کہ ڈاکٹر سلام کو فی الفور برطرف کردیا جائے اور بلا تاخیر نوٹیفکیشن جاری کردیا جائے وقار احمد نے یہ دستاویز ریکارڈ میں فائل کرنے کے بجائے اپنی ذاتی تحویل میں لے لی تاکہ اس کے آثار مٹ جائیں وقار احمد بھی قادیانی تھے یہ کس طرح ممکن تھا کہ اتنی اہم دستاویز فائلوں میں محفوظ رہتی"۔ (ہفت روزہ "چٹان" لاہور شمارہ ۲۲ جون ۱۹۸۶ء)

کیا ایسا شخص جو پاکستان کے بارے میں ایسے توہین آمیز اور ملعون الفاظ بکتا ہو اس کا اعزاز پاکستان اور اہل پاکستان کے لئے موجب مسرت اور لائق مسرت ہوسکتا ہے۔

غنی روز سیاہ پیر کنعان را تماشا کن
کہ نور دیدہ اش روشن کند چشم زلیخا را

(باقی آئندہ)

www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

قسط نمبر۳

قادیانیت اسلام کے خلاف ناقابل فراموش بغاوت

مگر بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مرزا قادیانی دعویٰ نبوت و مسیحیت سے پہلے "ایام الصلح" ص ۱۴۶ میں اس سچائی اقرار کر چکا ہے کہ:

"قرآن شریف میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے' اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے' حدیث لانبی بعدی میں نفی عام ہے"۔ (ختم نبوت ص ۱۹)

بقول مرزا قادیانی کے پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے' لہٰذا معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے "نبوت" کا دعویٰ کرکے اس شرارت کا آغاز خوب سے خوب انداز میں کیا۔

ازالہ اوہام ص ۷۶۱ پر مرزا قادیانی "خاتم النبیین" کی حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین" کی حقیقت کا اقرار کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"قرآن کریم بعد خاتم النبیین" کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے' اور اب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے' اور یہ بات خود ممتنع ہے کہ رسول تو آئے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو"۔ (ختم نبوت' ص ۱۷)

ایک اور مقام پر ازالۃ الاوہام ص ۶۱۳ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ نبی دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے' اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے"۔ (ختم نبوت ص ۱۷)

مرزا قادیانی کو اس حقیقت کا اقرار ہے کہ:

" اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے"

مگر باوجود اس اقرار کے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ:

"یہ کلام جو میں سناتا ہوں یہ قطعی اور یقینی طور پر خدا کا کلام ہے' جیسا کہ قرآن اور توریت خدا کا کلام ہے"۔ (تحفۃ الندوہ ص ۴)

لہٰذا اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی جو کلام

محترم خالد محمود (سابق پرنسپل لندن)

سناتا تھا' وہ کلام خداوندی نہ تھا' بلکہ مرزا قادیانی کی خانہ ساز "نبوت و مسیحیت" کے من گھڑت الہامات تھے' جو مرزا قادیانی بھولے بھالے عوام الناس کو اپنی "جھوٹی نبوت" کو سچا ثابت کرنے کے لئے مختلف موقعوں پر دیا کرتا تھا' حقیقت الوحی ص ۱۵۰ ص ۲۱۱ انجام آتھم ص ۶۲ پر مرزا قادیانی کہتا ہے:

"میں خدا کی تیئس برس کی متواتر وحی کو کیسے رد کر سکتا ہوں' میں اس کی اس پاک وحی پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں جیسا کہ ان تمام وحیوں پر ایمان لاتا ہوں جو مجھ سے پہلے ہو چکی ہیں"۔ (ختم نبوت' ص ۲۳)

حاشیہ حقیقت الوحی ص ۷۲' نزول المسیح ص ۴ میں مرزا قادیانی کہتا ہے:

"میں آدم ہوں' شیث ہوں' نوح ہوں' میں ابراہیم ہوں' میں اسحاق ہوں' میں اسماعیل ہوں' میں یعقوب ہوں' میں یوسف ہوں' میں موسیٰ ہوں' میں داؤد ہوں' میں عیسیٰ ہوں' اور آنحضرت ﷺ کے نام مظہر اتم ہوں' یوں ظلی طور پر میں محمد اور احمد ہوں"۔ (ختم نبوت ص ۲۵)

صد افسوس! مرزا قادیانی نے آدمؑ سے لے کر نبی کریم ﷺ کے نام کا مظہر اتم اور ظلی طور پر محمد اور احمد (ﷺ) ہونے کا دعویٰ تو کر لیا' مگر آئینہ کمالات اسلام' ص ۳۷۷ پر اپنے اس بیان کو بھول گیا' جس میں مرزا قادیانی اس حقیقت کا اقرار کر چکا ہے کہ:

"اور اللہ کی شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہ یہ شایان شان ہے کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سرنو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو"۔ (ختم نبوت ص ۱۷)

مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا بیان کی روشنی میں یہ بات دو اور دو چار کی طرح بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی نے خاتم النبیین ﷺ کی "ختم نبوت" کے بر خلاف "نبوت" کا دعویٰ کرکے یہ ثابت کر دیا ہے کہ مرزا کی نبوت اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نہ تھی' بلکہ مرزا قادیانی کی "خود ساختہ" تھی۔ کیونکہ مرزا کو اس حقیقت کا اقرار ہے کہ:

"اللہ کی شایان شان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے"

چنانچہ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی "دعویٰ نبوت" میں بدترین جھوٹ بولتا رہا اور اس ایک بڑے اور

بھیانک جھوٹ و فریب نے آگے چل کر مرزا قادیانی کی زبان سے کئی اور بڑے بڑے جھوٹے دعوے کروائے' جس کا نتیجہ آخر کار یہ نکلا کہ مرزا قادیانی خود تو "نبوت" کا دعویٰ کر کے "دائرہ کفر" کی پستیوں میں گیا ہی' اپنے ساتھ سینکڑوں کی تعداد میں دیگر لوگوں کو بھی لے گیا' اور اپنے پیچھے "دین اسلام" سے بالکل جدا ایک نئے دین و مذہب و عقائد کی بنیاد ڈال گیا۔

ان سب باتوں کے باوجود "طرہ امتیاز" یہ ملاحظہ فرمائیں کہ جو مسلمان مرزا قادیانی کی "جھوٹی نبوت" کو حقائق کی روشنی میں جھٹلاتے ہوئے' اس کے جال میں آنے سے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محفوظ رہے' تو مرزا قادیانی نے اپنی "جھوٹی نبوت کے" منکرین کو جی بھر کر گالیاں دیں' ذیل میں چند نمونے ملاحظہ ہوں:

"جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی مخالفت کرنے والا جہنمی ہے"۔ (الہام مرزا قادیانی موصوف' تبلیغ رسالت جلد نہم ص ۲۷)

آئینہ کمالات ص ۵۴ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"کل مسلمانوں نے مجھے قبول کر لیا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کر لی ہے مگر کنجریوں اور بدکاروں کی اولاد نے مجھے نہیں مانا"۔ (ختم نبوت ص ۲۶-۲۷)

مرزا قادیانی کا بیٹا مرزا افضل احمد جس نے اپنے باپ مرزے کی "خانہ ساز نبوت" کو تسلیم نہ کیا تھا' کیا مرزائی یہ بتانا پسند کریں گے کہ مرزا قادیانی کے فتوے کے مطابق وہ کس کی اولاد ٹھہرا' نجم الہدیٰ ص ۱۰ اور ثمین ص ۲۹۴ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"بلاشبہ ہمارے دشمن بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بھی بڑھ گئیں"۔ (ختم نبوت ص ۲۷)

ملاحظہ کیجئے! ایک طرف مرزا قادیانی "دعویٰ نبوت" کرتا رہا' اور دوسری طرف مسلمانوں کو مغلظ گالیاں دیتا رہا' اب مرزائی ہی بتائیں کہ کیا "زبان نبوت" ایسی ہی ہوا کرتی ہے' جیسی مرزا قادیانی نے اختیار کر رکھی تھی؟ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو یہ تھی کہ آپ حضرات اپنے مخالفین سے طرح طرح کی تکالیف سہنے اور گالیاں کھانے کے باوجود ان مخالفین کے لئے دعائیں کرتے تھے۔ معاذ اللہ! جواباً گالیاں نہ دیا کرتے تھے' لیکن چونکہ مرزا قادیانی جانتا تھا کہ وہ دعوائے "نبوت" میں جھوٹا ہے' اس بناء پر مرزا کے منہ میں مسلمانوں کے خلاف جو گالی آئی نکالتا رہا۔ انوار الاسلام ص ۳۰ پر مرزا لکھتا ہے:

"جو شخص ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو صاف سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے"۔ (ختم نبوت ص ۲۷)

حقیقت الوحی ص ۱۶۳ پر مرزا قادیانی لکھتا ہے:

"ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں"۔ (ختم نبوت ص ۲۷)

اور یہی وجہ ہے کہ "تحریک ختم نبوت" کے حوالے سے قومی اسمبلی نے مرزا قادیانی کے پوتے مرزا ناصر سے سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ:

"آپ کے نزدیک جس پر اتمام حجت ہو جائے اور وہ پھر بھی مرزا کو نہ مانے' وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے' بڑے سرکش ہے؟"

تو مرزا ناصر نے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا:

"دائرہ اسلام کو چھوڑدیں' اس سے ابہام پیدا ہوتا ہے' اتمام حجت کے باوجود جو مرزا صاحب کو نہ مانیں وہ کافر ہیں"۔ (تاریخی قومی دستاویز ۱۹۷۴ء ص ۳۰ از مولانا اللہ وسایا)

یعنی یہ کہ مرزا اور مرزا قادیانی کی جماعت اپنے علاوہ دنیا کے تمام مسلمانوں کو غیر مسلم کافر قرار دیتے آئے ہیں' مگر اللہ تعالیٰ نے "تحریک ختم نبوت" کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کو فتح اور کامیابی عطا فرمائی' اور نبی کریم ﷺ کی "ختم نبوت" کے منکرین قادیانیوں کو حکومت پاکستان نے سرکاری سطح پر "کافر" قرار دے دیا۔

قادیانیوں کا غیر مسلم قرار دیا جانا' یہ علماء کرام کی مخلصانہ کوششوں کا نتیجہ تھا' کیونکہ مرزا قادیانی کی تقریر و تحریر سے علماء کرام یہ اندازہ خوب اچھی طرح لگا چکے تھے کہ انگریزوں کی جانب سے "دین اسلام" کے خلاف اسلام کے لبادے میں قادیانیت ایک نیا فتنہ اور خود کاشتہ پودا ہے' جس کی تصدیق مرزا قادیانی کی اس درخواست سے ہوتی ہے' مرزا قادیانی لیفٹیننٹ گورنر پنجاب کو ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء میں پیش کی تھی۔ چنانچہ مرزا لکھتا ہے:

"یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس سال کے متواتر تجربے سے ایک وفادار جان نثار خاندان ثابت کر چکی اور جس کی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے خیر خواہ اور خدمت گزار ہے۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم و احتیاط اور تحقیق و توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور مری جماعت کو عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں"۔ (قادیانیت مطالعہ و جائزہ ص ۱۱)

"مرزا قادیانی کی مندرجہ بالا درخواست سے یہ عیاں ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی کی "خود ساختہ نبوت" کا حال بالکل اس "مدعی نبوت" کی طرح ہے' جس نے امام اعظم ابو حنیفہ کے زمانے میں نبوت کا

جرمنی کے دارالحکومت بون سے شائع ہونے والے ایک یہودی اخبار نے اپنی تازہ اشاعت میں لکھا ہے کہ:

اسلام ساری مشکلات کا واحد حل ہے

یہ کثیر الاشاعت اخبار اپنی خاص اہمیت اور انفرادیت رکھتا ہے اور بڑی شہرت کا حامل ہے اس اخبار نے جرمن مسلمانوں کے متعلق ایک تفصیلی رپورٹ شائع کرنے کے بعد ان مسلمانوں کے انٹرویو بھی پیش کئے ہیں۔ جو پہلے متشدد عیسائی تھے لیکن اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا جیسے وہ اپنے سابقہ دین پر کاربند تھے اس سے کہیں زیادہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہیں۔ اخبار نے ایسے لوگوں سے بات چیت کے دوران خصوصیت سے یہ سوال اٹھایا ہے کہ مغرب میں اسلام تیزی سے پھیل رہا ہے اس کی کیا وجہ ہے اخبار نے ایک عیسائی ہو فمین نو مسلم عبدالہادی سے ملاقات کی تفصیل شائع کی ہے جو جرمنی کے موجودہ چانسلر ہیلمٹ کوہل کی قیادت میں برسر اقتدار مسیحی سوشلسٹ پارٹی سے متعلق خبر رسانی کے شعبہ سے ایک لمبی مدت سے وابستہ رہ چکے ہیں انہیں اپنی کتاب 'مختلف افسروں کے درمیان' کی وجہ سے اپنی خدمات سے دستبردار ہونا پڑا جو حکومت کے لوگوں کو اس لئے زیادہ کھٹکتی تھی کہ اس میں ان جرمن نو مسلم کی اذیتوں اور مصائب کا ذکر تھا جنہیں ان کے اسلام لانے کے بعد جھیلنا پڑا' اور معاشرہ میں انہیں تیسرے درجے کا شہری سمجھا جانے لگا۔

اخبار نے وضاحت کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ اس وقت جرمن میں ساٹھ ہزار ایسے مسلمان پائے جاتے ہیں جن کو ملک کی شہرت حاصل ہے اور یہ تعداد روز بروز بڑھتی جارہی ہے اور اس وقت بہت سے ایسے لوگ جن کا سیاست و لیڈری سے تعلق ہے یا ڈاکٹر صاحبان ہیں اور انجینئرز و اسکالر بھی بڑی

اسلام ساری مشکلات کا واحد حل ہے

اور وہی پورے عالم میں امن و سکون بھی بحال کر سکتا ہے

تعداد میں اسلام لا چکے ہیں۔

اخبار نے لکھا ہے کہ اسلام میں داخل ہونے والے لوگ دو طرح کے ہیں ایک تو وہ جو اسلامی ملکوں میں گئے اور مسلمانوں کی بستیوں میں رہے اور اسلام کا مطالعہ کیا دوسرے وہ ہیں جو کہیں گئے تو نہیں لیکن اپنے ملک میں ہی رہ کر اسلام کو سمجھا اور پڑھا اور دین اسلام کی معرفت حاصل کی۔ آخری ان پر یہ بات آشکارا ہو گئی کہ دین اسلام ہی آخری سماوی دین ہے اور تمام لوگوں کی نجات و کامیابی کے لئے اللہ نے اس دین کا انتخاب فرمایا ہے۔ معاشرہ کے ناسور کا علاج اسی سے ممکن ہے اور زندگی کی تمام مشکلات کا حل اسی میں ہے اور تمام الجھنوں سے اسی میں راحت ہے خانہ جنگی اور فساد و انتشار سے بچاؤ بھی اسی دین سے وابستہ رہنے سے حاصل ہو گا اور پوری دنیا میں امن و سکون اسلام ہی بحال کر سکتا ہے اس کی تعلیمات اپنا خاص اثر رکھتی ہیں۔

نو مسلم عبدالہادی نے جو ایک معروف شخص اور سچے مسلمان ہیں گزشتہ سال حج کے موقع پر اخبار عالم اسلامی کو اپنے ایک انٹرویو میں اپنے اسلام لانے کے بارے میں یہ بتاتے ہوئے کہا تھا کہ میں وہ دن نہیں بھول سکتا کہ جب میں اپنے ایک باغ میں موسم گرما میں بیٹھا تھا ایسا محسوس ہوا کہ نیلا آسمان ہے سورج کی چمک دمک پورے آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہو رہی ہے بجلی کی ایک شعاع ہے جو میرے دل کو لگی اور زخمی کر گئی پورے جسم کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا اور اس چنگاری نے یہ کہتے ہوئے دل کو زخمی کیا کہ بس اسلام ہی آخری دین الٰہی ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کے لئے چنا جو ہمارا تمہارا اور تمام لوگوں کا رب ہے۔ نبی اور پیغمبروں کا رب ہے ابراہیم و اسحاق کا رب ہے' موسیٰ و عیسیٰ کا رب ہے' پیغمبر آخر الزمان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا رب ہے سب کا پروردگار اور مالک حقیقی اور منعم و رزاق وہی ہے۔ صحافی ایڈیبرٹ رائف نے جو علم لاہوت کے ماہر ہیں یہ بات واضح کی ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں یہ بتاتا ہے کہ اس نے ہر شخص کے لئے اسلام میں داخل ہونے کے لئے راستہ صاف رکھا ہے اور سب کے لئے میدان کھلا ہوا ہے ہاں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہدایت کا ارادہ رکھتے ہیں اس کے دل کو اسلام سے مانوس کر دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام ومن یرد ان یضلہ یجعل صدرہ ضیقا حرجا کانما یصعد فی السماء (سورۃ الانعام ۱۲۵)

(ترجمہ) "سو جس کو اللہ چاہتا ہے کہ ہدایت کرے تو کھول دیتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کو قبول کرنے کے واسطے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کرے تو کر دیتا ہے اس کے سینہ کو تنگ بے نہایت تنگ"

صحافی کہتے ہیں کہ موجودہ عیسائیت کی چیزوں میں فطرت سے لڑتی ہے اور اس کی چیزیں اسلامی اصولوں کے سراسر منافی ہیں اسلام میں مذہبی لوگوں پر شادی کرنا ممنوع اور حرام نہیں جبکہ موجودہ عیسائیت میں ایسا کرنے والا قصوروار گردانا جاتا ہے چنانچہ اب ایسا دیکھنے میں آرہا ہے کہ بڑی تعداد میں وہ عیسائی جن کا علم و دین سے تعلق ہے اسلام لا رہے ہیں اس لئے کہ ان پر اب یہ واضح ہو چکا ہے کہ اسلام روح و قلب کی پاکیزگی اور صفائی کی طرف خصوصیت سے زور دیتا ہے اور اعلیٰ اخلاق و کردار پیدا

کرنے کی دعوت دیتا ہے ایک نومسلم یورپین خاتون نے یورپین تہذیب پر تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ مسلمان خاتون دوسری خواتین سے اپنی بہت سی چیزوں میں ممتاز ہے۔ یہ باوجود عمر زیادہ ہو جانے کے اپنی نسوانیت کی حفاظت کرتی ہے اور اسے ضائع ہونے نہیں دیتی۔ برخلاف یورپین عورتوں کے کہ تیس سال سے عمر متجاوز ہو تو کریم و پاؤڈر سے اپنا چہرہ بگاڑ لیتی ہیں۔ میک اپ کر کرکے اپنی ہیئت خراب کر دیتی ہیں ایک فرق اور امتیاز یہ بھی ہے کہ مسلمان اپنی بیوی کا زیادہ خیال رکھتا ہے اور اس کی ذات کو معاشرہ کی خرابیوں سے دور رکھتا ہے اس کی جنس کا احترام کرتا ہے بہت سی یورپین عورتیں اس وجہ سے بھی اسلام لائیں۔

اخبار نے آخر میں اس شکایت کا ذکر کیا ہے کہ یورپ میں اسلام کو بری شکل میں پیش کیا جارہا ہے اور اس کو ایک بڑے دشمن کی حیثیت سے بتایا جارہا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلام کو اس کی اصلی اور صحیح شکل میں پیش کیا جائے' افسوس کی بات تو یہ ہے کہ میڈیا جس کو لاتقدار اور سچا ہونا چاہئے وہ بھی اسلام کو بگاڑ کر پیش کرتا ہے اور یہ باور کراتا ہے کہ اسلام تشدد تخریب و فساد کا نام ہے جبکہ اسلام امن و سلامتی اور بھائی چارگی اعلیٰ اخلاق و کردار کی دعوت دیتا ہے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اسلام جو سب سے بہتر مذہب ہے اور سب سے بہتر راہ عمل ہے آخر کیوں پورا یورپ و مغرب اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے اور اس کی تعلیمات کے آگے رکاوٹ بن رہا ہے؟؟ (ماخوذ از تعمیر حیات لکھنؤ)

حضرت اقدس امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے تبلیغی اسفار

مولانا محمد اشرف کھوکھر

حضرت اقدس امیر مرکزیہ شیخ المشائخ خواجہ خان محمد مدظلہ العالی ۱۵ فروری ۱۹۹۷ء کو صاحبزادگان موسیٰ زئی شریف کے مدعو کرنے پر موسیٰ زئی شریف تشریف لے گئے اور آپ نے مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ ۱۶ فروری کو ملتان تشریف لے گئے اور تقریب نکاح میں شرکت فرمائی۔ ۱۷ فروری کو عالمی مجلس کے مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان میں مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت فرما کر اجلاس کی صدارت فرمائی یاد رہے کہ مجلس عاملہ کے اجلاس میں مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ' حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ' حضرت مولانا بشیر احمد' حضرت مولانا اللہ وسایا' مولانا مفتی محمد جمیل خان' حضرت مولانا قاضی فیض احمد' مولانا ریاض الحسن گنگوہی صاحبان کے علاوہ صاحبزادہ حافظ محمد عابد نے بھی شرکت فرمائی حضرت امیر مرکزیہ مدظلہ' کی دعا پر اجلاس اختتام پذیر ہوا۔

۱۸ فروری ۹۷ء حضرت والا نے عقیدت مندوں کی دعوت پر بدہلہ سنت (ملتان) تشریف لے گئے اور مسجد کا سنگ بنیاد رکھا اور شام کو بذریعہ جہاز خانقاہ سراجیہ کندیاں (میانوالی) تشریف لے گئے۔ ۱۹ فروری کو آپ نے خانقاہ پر قیام فرمایا اور دور دراز علاقوں سے آنے والے عقیدت مندوں کے درمیان تشریف فرما رہے۔ ۲۰ فروری بذریعہ جہاز (جامعہ مدنیہ) لاہور تشریف لے گئے اور حضرت مولانا حامد میاں" کی بچی کی تقریب نکاح میں شرکت فرمائی جبکہ صاحبزادہ حافظ محمد عابد صاحب حسب معمول آپ کے ہمراہ تھے اور ۲۰ فروری کی شام کو گوجرانوالہ کے عقیدت مندوں کے ہاں تشریف لائے اور جناب حافظ نذیر احمد صاحب کے ہاں قیام فرمایا۔ ۲۱ فروری کو تقریب نکاح میں شرکت فرمائی۔ بعد ازاں نماز جمعہ خانقاہ سراجیہ واپس تشریف لائے اور اختتام فروری تک خانقاہ پر تشریف فرما رہے۔

یکم مارچ ۹۷ء کو چوک اعظم (لیہ) کے عقیدت مندوں کی دعوت پر تشریف لے گئے جبکہ ۲ مارچ کوٹ ادو کے ایک دارالعلوم کی تقریب کے اختتام پر دعائے خیر فرمائی اور شام کو ملتان تشریف لے گئے۔ ۳ مارچ کو دارالعلوم سراجیہ جلال پور پیروالا کے عقیدت مندوں کے ہاں تشریف لے گئے جبکہ ۴ مارچ کو واپس خانقاہ سراجیہ پہنچے۔ ۶-۷ مارچ کو آپ خانقاہ سے مجلس احرار کی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت کے لئے مسلم کالونی ربوہ (جھنگ) تشریف لے گئے اور اختتام پر دعائے خیر فرمائی۔

ہفت روزہ "ختم نبوت" انٹرنیشنل

ہفت روزہ "ختم نبوت" انٹرنیشنل خالصتاً" تبلیغ دین اور عقیدہ ختم نبوت کا علمبردار ہے اس لئے اس کی زر تعاون مناسب رکھی گئی ہے تاکہ کسی فرد پر بوجھ بھی نہ ہو اور رسول آخرین ﷺ کی ختم نبوت کے تحفظ میں باآسانی حصہ بھی لے سکیں۔ امید ہے آپ ہفت روزہ "ختم نبوت" کو پسند فرمائیں گے اور مفید مشوروں سے بھی نوازیں گے۔

"ختم نبوت" کا خود مطالعہ کریں اور اپنے احباب کو ترغیب دے کر خود بھی ممبر بنیں احباب کو بھی ممبر بنائیں' مالی طور پر ہفت روزہ "ختم نبوت" کو مستحکم بنانے کے لئے تجارتی اداروں کو اشتہار دینے کی ترغیب دیں۔

(نوٹ) ایجنسی لینے والے احباب کو خصوصی رعایت دی جائے گی۔ (ادارہ)

نعت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

یوں عشق کی تکمیل مسلمان کریں گے

سید امین گیلانی

یوں عشق کی تکمیل مسلمان کریں گے
اس جانِ دو عالمؐ پہ فدا جان کریں گے

یوں روح کی تسکین کا سامان کریں گے
ایماں کے لئے جان کو قربان کریں گے

وہ وقت بھی آجائے گا ارباب حکومت
غدار و فادار میں پہچان کریں گے

انگریز کی ہر چال کا محمود ہے مہرہ
انگریز کے مہرے کو پریشان کریں گے

ہم اہل جنوں اور جھکیں موت کے آگے
ہم جب بھی مرے موت پہ احسان کریں گے

کافر ہے جسے ختم نبوت کا ہو انکار
روکے گا ہمیں کون یہ اعلان کریں گے

واللہ وہ دن آئے گا خود اس کے پجاری
"ربوے" کے صنم خانے کو ویران کریں گے

ہفت روزہ ختم نبوۃ

دنیا بھر میں
آپ کے
تجارتی و کاروباری
تعارف کا موثر ذریعہ

اشتہار چھوٹا ہو یا بڑا، رنگین ہو یا بلیک اینڈ وائٹ اہم بات یہ ہے کہ وہ اشتہار کتنے لوگوں کی نظر سے گزرتا اور کتنے لوگوں پر اپنا تاثر چھوڑتا ہے

ختم نبوت میں شائع ہونے والے اشتہارات

ہزاروں افراد کی نظر سے گزرتے اور انمٹ تاثر چھوڑ جاتے ہیں

○ آپ کی مصنوعات اور خدمات کے بھرپور تعارف کے لئے ختم نبوت ایک موثر ذریعہ ہے کیونکہ یہ صرف پاکستان ہی نہیں بلکہ چالیس دیگر ممالک تک آپ کے پیغام اور تعارف کو پہنچا سکتا ہے۔

○ ختم نبوت میں دیا ہوا آپ کا اشتہار صرف دنیوی اعتبار سے ہی مفید نہیں بلکہ اشاعت دین اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی میں یہ آپ کا حصہ ہوگا جو بروز حشر شافع محشر ﷺ کی شفاعت کا ذریعہ بنے گا۔

دینی تربیت و معلومات اور فتنہ قادیانیت کے کرتوتوں سے واقفیت کے لئے

ہفت روزہ ختم نبوۃ

پڑھئے اور دوسروں تک بھی پہنچایئے

سودی لین دین والوں سے معذرت

مزید معلومات کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ایم-اے جناح روڈ پرانی نمائش کراچی

فون: 7780337 فیکس: 7780340